مقرر کی جائے تاکہ کتاب اللہ کے ساتھ استہزاء کا دروازہ بند ہو، جس کو طلاق دینا ہو وہ صحیح طریقہ پر طلاق دے تاکہ کتاب اللہ کی توہین سے بھی محفوظ رہے اور جلدبازی کے نتائج سے بھی...... اس کے علاوہ دوسری شکل یہ ہو سکتی ہے کہ مسلمانوں کے ہر فرقہ کو اپنے اپنے مسلک پر چھوڑ دیا جائے...... جہاں میاں بیوی دونوں ایک ہی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں گے وہاں تو کسی زحمت کا سوال نہیں ہے البتہ جہاں اختلاف ہو وہاں شوہر کا مسلک اصل قرار پائے"(۱۶)

بیوی کے لئے مشروط ہبہ

کمیشن نے اپنی رپورٹ میں ایک سفارش یہ بھی کی تھی کہ یہ بات ازروئے قانون جائز کردی جائے کہ کوئی بے اولاد شخص اپنی جائیداد بیوی کے نام اس شرط کے ساتھ ہبہ کر سکتا ہے یا مرتے وقت اس کی وصیت کر سکتا ہے کہ اگر بیوی کا انتقال اس سے پہلے ہو جائے تو وہ جائیداد اس کو واپس ہو جائے گی اور اگر بیوی کا انتقال اس کے بعد ہو تو جائیداد واہب کے ورثہ کو منتقل ہو جائے گی۔ مولانا امین احسن صاحب نے اس تجویز کو قرآن مجید کی روشنی میں اس طرح مسترد کیا ہے :

"اگرچہ مالکیہ کے نزدیک مدۃ العمر کا ہبہ جائز ہے اور بظاہر اس میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی، کیونکہ ایک شخص اپنی جائیداد کے اندر بیع، ہبہ اور رہن کے سارے حقوق واختیارات رکھتا ہے لیکن جہاں تک ایک شخص کے شرعی وارثوں کا تعلق ہے ان کے درمیان شریعت الٰہی کے خلاف کسی تفریق وترجیح کو میں مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر صحیح نہیں سمجھتا۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ قرآن کریم نے تقسیم جائیداد کی لئے جو ضابطہ بنایا ہے اس میں ایک اصول یہ رکھا ہے کہ شرعی وارثوں میں کسی کو محض اپنے ذاتی رجحانات کی بنا پر کسی دوسرے پر ترجیح نہ دی جائے یہ کوئی شخص نہیں جانتا کہ کون فی الحقیقت اس کے لئے زیادہ نافع ہے اور کون کم نافع...... لاتدرون ایھم اقرب لکم نفعا ۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ تقسیمِ وراثت کے متعلق ایک اصول قرآن نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس تقسیم کے سلسلہ میں کوئی ایسی بات نہ کی جائے جس سے کسی شرعی وارث کو نقصان پہنچے۔ فرمایا ہے من بعد وصية يوصى بها او دين غير مضار۔ مذکورہ ہبہ یا وصیت میں صریحاً دوسرے جائز وارثوں کے لئے نقصان متصور ہے، اس وجہ سے از روئے قرآن اس کو جائز نہ ہونا چاہئے۔"(۱۷)

عائلی کمیشن رپورٹ پر تبصرہ کے اس مختصر سے جائزہ سے مولانا امین احسن اصلاحی کی فقہی بصیرت اور اس میدان میں ان کی وسعت معلومات کا کسی قدر اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس سے یہ بات بھی پوری وضاحت کے ساتھ سامنے آتی ہے کہ انھوں نے قرآن مجید کی روشنی میں فقہ اسلامی کا بڑا گہرا مطالعہ کیا تھا۔

حواشی

(۱) مولانا امین احسن اصلاحی۔ عائلی کمیشن رپورٹ پر تبصرہ۔ استقلال پریس لاہور، ۱۹۶۰ء ص ۴۔۵

(۲) حوالہ سابق ص ۵۔۶

(۳) " " ص ۱۴۔۱۷

(۴) " " ص ۱۸۔۱۹

(۵) " " ص ۲۰

(۶) " " ص ۵۱۔۵۲

(۷) " " ص ۵۵۔۵۶

(۸) " " ص ۸۱

(۹) " " ص ۱۲۶

(۱۰) " " ص ۸۹۔۹۰

(۱۱) " " ص ۱۰۲۔۱۰۳

(۱۲) " " ص ۱۱۳۔۱۱۴

(۱۳) " " ص ۱۰۷

(۱۴) " " ص ۱۰۸۔۱۰۹

(۱۵) " " ص ۱۱۹

(۱۶) " " ص ۱۲۰

(۱۷) " " ص ۱۵۳۔۱۵۴

الاصلاح

ضیاء الدین اصلاحی

صاحب ''تدبر قرآن'' مولانا امین احسن اصلاحی کی علمی و عملی زندگی کا آغاز صحافت سے ہوا، مدرسۃ الاصلاح سرائے میر میں تعلیم سے فراغت کے بعد وہ سہ روزہ 'مدینہ' بجنور اور ہفتہ وار 'سچ' لکھنؤ کی ادارت سے منسلک رہے، مگر جلد ہی ان مشاغل کو چھوڑ کر مولانا حمید الدین فراہیؒ کی خدمت میں ان سے قرآن مجید کا درس لینے کے لئے مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر تشریف لائے۔

یہیں سے ایک علمی رسالہ نکالنے کا خیال دامن گیر ہوا مگر گوناگوں موانع کی وجہ سے عملی اقدام کی جرأت نہ کرسکے اور استاذ امام مولانا حمید الدین فراہی کی وفات کے بعد ان کے اور مولانا کے دوسرے تلامذہ و متوسلین کے سامنے سب سے بڑا اور اہم مسئلہ مولانا فراہیؒ کی غیر مطبوعہ تصنیفات کی طبع و اشاعت کا تھا۔ مولانا اصلاحی اور ان کے رفقاء اپنا سارا وقت اور تمام قوت و محنت اسی خدمت کے لئے مخصوص کرنا چاہتے تھے اور فی الواقع یہ اتنا وسیع اور عظیم الشان کام تھا کہ اس کی موجودگی میں کسی اخبار یا رسالہ نکالنے کے لئے ان حضرات کے پاس نہ فرصت تھی نہ سرمایہ۔

کئی سال اسی حیص بیص میں گزر گئے اور مولانا امین احسن صاحب کو مدرسہ کی ضرورت سے مالیاوسماترا کے لئے رخت سفر باندھنا پڑا۔ یہیں ان کو اس زمانے کے ناظم مدرسۃ الاصلاح اور مولانا فراہیؒ کے چھوٹے بھائی مولوی حاجی رشید الدین صاحب کے گرامی نامہ سے یہ بشارت ملی کہ جناب حاجی حافظ ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب سول سرجن بارہ بنکی اور مولوی حفیظ احمد خان صاحب (۱) منصف حیدرآباد نے مولانا کی

تصنیفات کی اشاعت کے لئے نہایت حوصلہ افزامد دکی ہے۔

ملایا سے مولانا امین احسن اصلاحی کی واپسی کے بعد انہیں ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب کا یہ دعوت نامہ ملا کہ چند ماہ کے لئے مدرسہ کے مشاغل سے کلیتاً علیحدہ ہو کر وہ ان کے پاس رہیں اور اپنا سارا وقت مولانا فراہیؒ کے مسودات کی ترتیب و تصحیح اور ترجمہ پر صرف کریں تا کہ ان کی طبع واشاعت کے کام میں مزید تاخیر نہ ہو۔

اس زمانے میں ڈاکٹر صاحب کا قیام بارہ بنکی میں تھا، چنانچہ وہاں مولانا امین احسن صاحب بھی تشریف لے گئے اور اپنا تمام وقت مسودات کی ترتیب میں صرف کرتے اور شام کی صحبتوں میں ڈاکٹر صاحب سے مولانا کی تصنیفات، مدرسہ کے حالات اور قومی و مذہبی ضروریات پر گفتگو فرماتے، ڈاکٹر صاحب مدرسہ کی خدمت اور قوم کی مذہبی و معاشرتی اصلاح کے لئے ایک رسالہ یا اخبار کی ضرورت عرصہ سے محسوس کر رہے تھے، ان کے سامنے جب مولانا کی تصنیفات کی نوعیت پوری طرح آئی اور ان کے فلسفہ و معارف کی عام اشاعت کا احساس پیدا ہوا تو انھوں نے ایک مطبع کے قیام اور کم از کم ایک ماہور رسالہ کے اجرا کی ضرورت پر زور دیا۔

مولانا امین احسن صاحب کو اس راہ کی مشکلات کا اندازہ تھا، اس لئے شروع میں اس ضرورت سے اتفاق کے باوجود انھوں نے اس سے گریز کرنا چاہا مگر ڈاکٹر صاحب کے پیہم اصرار اور گوناگوں دلائل کی وجہ سے خدا نے ان کے دل کو بھی اس ضرورت کے لئے کھول دیا۔ اس طرح ڈاکٹر صاحب کی تجویز سے طے پایا کہ ایک مطبع قائم ہو، مولانا کی عربی تصنیفات اور ان کے اردو ترجمے شائع ہوں، ایک ماہوار رسالہ نکلے، ان کاموں کے لئے ڈاکٹر صاحب نے اپنے سابق عطیہ میں مزید اضافہ فرمایا اور ان کی ہدایت پر اس نئی صورت حال سے جب مولوی حفیظ احمد خاں صاحب کو مطلع کیا گیا تو یہ ان کے دل کی آواز تھی۔ انھوں نے اس کی مکمل تائید کی اور ہر قسم کے مالی تعاون کا وعدہ فرمایا۔

مولانا کے اعزہ میں ان کے چھوٹے بھائی مولوی حاجی رشید الدین

صاحب ناظم مدرسہ، صاحب زادگان جناب شیخ محمد سجاد و شیخ محمد عباد، اعزہ محمد فاروق نعمانی (۲)، حاجی حامد نعمانی (۳)، نیز شیخ محمد سلیمان (۴)، مولوی عبدالغنی انصاری (۵)، مولوی حمید انصاری (۶) وغیرہ نے ہر طرح کی امداد کا وعدہ کیا۔

مذکورہ بالا حضرات پر مشتمل اس وقت ایک مجلس کی تشکیل عمل میں آئی تھی جس کا نام حضرت مولانا فراہیؒ سے شرف انتساب کے لئے دائرہ حمیدیہ رکھا گیا تھا۔ یہی مجلس اس سلسلہ کے تمام کاموں کی نگراں اور ذمہ دار تھی۔ اس کے صدر حاجی حافظ ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب و نائب صدر جناب مولوی عبدالغنی انصاری مقرر ہوئے تھے۔

اس وقت دائرہ حمیدیہ کے پیش نظر جو مقاصد تھے ان میں ایک ماہور رسالہ کا اجرا بھی تھا۔ جس کا نام مدرسہ کے تعلق سے الاصلاح تجویز ہوا۔ اس کی ادارت، دائرہ کے کاموں کی عام نگرانی اور مولانا کی کتابوں کے ترجمہ کی خدمت مولانا امین احسن اصلاحی کے ذمہ کی گئی تھی۔ (۷)

الاصلاح کا اجرا اور اس کے مقاصد :

الاصلاح کا پہلا شمارہ جنوری ۱۹۳۶ء میں دائرہ حمیدیہ کی جانب سے مولانا امین احسن اصلاحی کی ادارت میں نکلا۔ اس کا خاص مقصد یہ تھا کہ قرآن مجید سے متعلق بلند پایہ مضامین شائع کرے اور مسلمانوں کی مفید علمی و مذہبی خدمت انجام دے۔ (۸)

رسالہ کے مضامین و مشمولات انہی مقاصد کے تحت ہوتے تھے اس لئے ان میں تفریحی اور عام لوگوں کی دلچسپی کا سامان نہیں ہوتا تھا۔ جو لوگ محض تفریح اور دلچسپی کی چیزیں پڑھنے کے عادی ہوتے ہیں ان کے لئے الاصلاح میں زیادہ کشش و لذت نہیں ہوسکتی تھی۔ مولانا امین احسن اصلاحی تحریر فرماتے ہیں :

> "عام تفریح اور دلچسپی کے رسالے اور اخبارات ملک میں ہزاروں نکل رہے ہیں کیا ضرورت ہے کہ ایک ہی کام ہر شخص کرے۔ آخر ہم کو کچھ ایسی چیزیں بھی تو پڑھنی چاہئیں جو ہنسی مذاق سے ہٹ کر سنجیدہ فکر و نظر کی دعوت دیں۔" (۹)

آگے فرماتے ہیں :

"ہم محسوس کرر ہے ہیں کہ ہم بازار میں وہ جنس لے کر نہیں آئے ہیں جس کی گاہکوں کو طلب ہے۔ لیکن ہم نے ایسا قصداً کیا ہے۔ اگر ہم نے مذہب کی خدمت کا نام لیا ہے تو اس کی راہ تجارت سے بالکل علیحدہ ہونی چاہئے۔"

ہر چہ در خورد کردن است بکن　　خہ تواں کرد خواہ نتواں کرد

کار از بہر کار باید کرد　　از پیئے واہ واہ نتواں کرد

کز پئے واہ واہ نادانان　　زندگانی تباہ نتواں کرد (۱۰)

اس سے یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ رسالہ میں صرف خشک اور بے کیف مضامین ہی شائع ہوتے تھے۔ بلکہ اس کے مضامین میں تنوع ہوتا تھا تاکہ اس کی افادی حیثیت قائم رہے اور ہر مذاق وطبیعت کے لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ عام علمی وادبی مضامین بھی بالکل خشک اور بے روح نہیں ہوتے تھے، سہل اور آسان قسم کے مضامین بھی دئے جاتے تھے تاکہ عام لوگوں کی تعلیم و ہدایت کا ذریعہ بنیں۔ بعض دلچسپ اور معلومات افزا چیزیں بھی شائع ہوتی تھیں۔ تاہم شکر اتنی نہیں ہوتی تھی کہ کنین کا اثر ہی زائل ہو جائے۔ الاصلاح کا پہلا شمارہ نکلا تو اس کے بعض ہمدردوں اور خریداروں نے اس کے مطالب و محتویات کے مشکل ہونے کی شکایت کی۔ اس کا جواب دیتے ہوئے اس کے فاضل مدیر نے بتایا کہ :"اس کے بعض ابواب صرف اہل علم ہی کے لئے مخصوص ہیں، ان سے عام لوگ بآسانی فائدہ نہیں اٹھا سکتے تاہم اس کا کچھ حصہ عام لوگوں کی استعداد کو پیش نظر رکھ کر مرتب کیا جاتا ہے، اس میں اسلوب نگارش وطرز تحریر یا علمی اصطلاحات کی وجہ سے اشکال نہیں ہوتا بلکہ خود مطالب ومقاصد کی بلندی عام ذہنی پستی اور عقلی نارسائی کی وجہ سے بلند تر ہو گئی ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ ہم اپنے فکر و تامل کی استعداد کی تربیت کریں اور دماغ کو سنجیدہ مباحث کے لائق بنائیں، سنجیدہ مباحث کے مطالعہ کی

عادت ڈالیں، یہ بڑی بد قسمتی ہے کہ اسلام کے متعلق عام مسلمانوں کی واقفیت بعض فضول قصوں اور چند فروعی مسائل سے زیادہ نہیں، تاہم الاصلاح کو آسان کرنے کے خیال سے غفلت نہیں کی جائے گی اور اس کے بعض صفحات صرف عام تعلیم واصلاح کے لئے مخصوص رہیں گے۔"(۱۱)

رسالہ میں زیادہ تر مضامین قرآن مجید سے متعلق شائع ہوتے تھے۔ جن کا انداز بحث و نظر طالب علمانہ ہوتا تھا، اس کی وجہ سے عام پڑھنے والوں کی طبیعت پر جو خشک علمی مباحث کے پڑھنے کے عادی نہیں بڑا بوجھ پڑرہا تھا، اس لئے اگلے سال سے ہر اشاعت میں ایسے مضامین شائع کئے جانے کا فیصلہ کیا گیا جن کا تعلق عام مسلمانوں کی زندگی سے ہے۔ کیونکہ رسالہ کے بنیادی مقاصد میں خدمت قرآنی کے علاوہ تذکیر و اصلاح بھی شامل تھی۔ لیکن ابھی تک اصلاحی مضامین بالالتزام نہیں شائع ہوتے تھے، آئندہ اس سلسلہ کو التزاماً قائم رکھنے کی کوشش کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں :

"انشاء اللہ یہ مضامین ہر استعداد کے لوگوں کے لئے دلچسپ ہوں گے۔ اسی طرح عام دلچسپی کے لئے تاریخی مضامین شائع کرنے کا ارادہ ہے اور تلخیصات کے باب میں انتخابات دلچسپ اور آسان ہوں گے۔"(۱۲)

الاصلاح کی اشاعت کے ایک سال گزرنے پر بہت سے دوستوں اور بزرگوں کے خطوط موصول ہونے کا تذکرہ کرتے ہیں جن میں مشورہ دیا گیا تھا کہ نئے سال سے رسالہ میں عام دلچسپی کے بعض ابواب کا اضاف کر دیا جائے ورنہ اس کا قائم رہنا مشکل ہوگا۔ ان مخلصین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کے حکم کی مکمل تعمیل سے معذوری ظاہر کی اور صرف اس کو ممکن بتایا ہے کہ مخصوص قسم کے مضامین جو بیشتر طلبہ کے لئے لکھے جاتے ہیں کم کر دیئے جائیں اور ایسے مضامین زیادہ ہوں جن میں قرآن کی عام تعلیمات سادہ لفظوں میں پیش کی جائیں۔ اس زمانہ میں عام دلچسپی کی جو چیزیں ضروری ہیں وہ الاصلاح میں جگہ نہیں پاسکتیں اگر اس چیز کی وجہ سے الاصلاح کا قائم رہنا نا ممکن ہوا تو مجبوری ہے، اگر اللہ تعالی اس کام کو جاری رکھنا چاہے گا تو غیب سے اس کا سامان

فرمائے گا اور اگر اس نے نہ چاہا تو بغیر کسی ندامت و افسوس کے رسالہ کو بند کر دیا جائے گا مگر تجارت کے لئے اس کے بنیادی مقاصد میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔ مدیر الاصلاح کے نزدیک الاصلاح کا اصلی اور بنیادی مقصد قرآن مجید کی خدمت تھا اس لئے اسی کے لئے اس کو باقی رکھا جا سکتا تھا۔ وہ مسلمانوں کے اندر دو قسم کے لوگوں کی نشاندہی کرتے ہیں ایک وہ جو قرآن کو پڑھتے ہی نہیں، دوسرے وہ جو پڑھتے ہیں لیکن سمجھتے نہیں۔ الاصلاح چاہتا تھا کہ جو مسلمان نہیں پڑھتے، وہ پڑھنے لگیں اور جو پڑھتے ہیں لیکن سمجھتے نہیں وہ غور کریں۔ (۱۳)

الاصلاح کے صفحات پر اس کے ان مقاصد کا بار بار اعادہ کیا گیا ہے۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"عام طور پر لوگ الاصلاح کی علمیت اور مذہبیت سے شاکی ہیں اور ناولوں اور افسانوں کی چاشنی ڈھونڈتے ہیں اور چونکہ یہ چیزیں اس میں نہیں پاتے اس لئے اس میں اپنا روپیہ ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ اگر عام خواہش کی پیروی کی جائے تو ممکن ہے اس کا حلقہ اشاعت کچھ وسیع ہو جائے، لیکن یہ بات کسی طرح ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ ہم اس کے نتائج سے بے خبر نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد پر بھروسہ ہے۔" (۱۴)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ الاصلاح قرآن مجید کی خدمت، مسلمانوں کی رشد و اصلاح اور ان کی ذھنی و دماغی تربیت کے لئے نکالا گیا تھا۔ وہ انہیں مفید علمی و دینی لٹریچر کے مطالعہ اور سنجیدہ اور باوقار تحریروں کے پڑھنے کا عادی بنانا چاہتا تھا۔ اور ایک ایسی جماعت پیدا کرنا چاہتا تھا جو قرآن مجید میں غور و فکر اور اس سے رہنمائی حاصل کرے۔ اسی لئے فقیہانہ موشگافیوں اور مناظرانہ بحث و جدال سے اس نے ہمیشہ اپنا دامن بچایا۔ اس کے کئی شماروں میں مصدقالمابین یدیه کی تاویل و توجیہ کے بارے میں مولانا بدرالدین اصلاحی اور مولانا سید محمد طہ اشرف امتھوی کے درمیان جو علمی بحث و مذاکرہ جاری رہا۔ اس میں دونوں کو ایک دوسرے کے متین سنجیدہ اور شائستہ

انداز بحث اور طالب علمانہ تحقیق و جستجو کا اعتراف رہا۔ اس سلسلہ کی آخری قسط میں خود مدیر الاصلاح رقمطراز ہیں :

"ہم دونوں صاحبوں کو مبارک باد دیتے ہیں کہ اس مذاکرہ قرآنی کی علمی و مذہبی شان کو نہایت ضبط و احتیاط کے ساتھ باقی رکھنے کی کوشش کی گئی اور قلم کہیں بھی بحث کے متعین حدود سے متجاوز ہو کر دلوں کو زخمی کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ اس طرح کے مفید مباحث پر ان صفحات میں بحث و نظر ہو اور لوگ ان سے فائدہ اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں دوستوں کو فہم قرآن کا ذوق عطا فرمائے اور ان کی کوششوں سے مسلمانوں کے لئے تدبر قرآن کی راہیں باز ہوں۔" (۱۵)

الاصلاح کا سائز، صفحات اور ٹائٹل :الاصلاح متوسط تقطیع کے چونسٹھ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا، ٹائٹل کے چار صفحے ان کے علاوہ ہوتے تھے۔ پہلے صفحہ کے مندرجات اس طرح ہوتے تھے :

پہلی سطر	:	الاصلاح (جلی حرفوں میں)
دوسری سطر	:	دائرہ حمیدیہ کا ماہوار علمی و مذہبی رسالہ (قدرے جلی)
تیسری سطر	:	مرتبہ
چوتھی سطر	:	امین احسن اصلاحی (جلی)
پانچویں سطر	:	باہتمام عبدالاحد اصلاحی
چھٹی سطر	:	دفتر دائرہ حمیدیہ مدرستہ الاصلاح، سرائے میر اعظم گڑھ
ساتویں سطر	:	قیمت سالانہ للعہ ۴/ (بیرون ہند کے لئے ۶/)فی پرچہ

۳۷ء سے ٹائٹل کے پہلے صفحہ پر صرف اوپر ہی کی چار سطریں ہوتی تھیں، آخر کی تینوں سطروں کا ذکر ٹائٹل کے چوتھے صفحے پر ہدایات و قواعد کے ضمن میں ہوتا تھا۔ اسی صفحہ پر پہلی سطر میں رجسٹرڈ نمبر درج ہوتا تھا پھر دائرہ حمیدیہ کی اعانت تین صورتیں تحریر ہوتی تھیں اور آخر میں ہدایات و قواعد کے زیر عنوان خریداروں کے

لئے چندے کے ضوابط قلمبند ہوتے تھے۔ اس سے اس کا بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ انگریزی مہینہ کی ۱۵ر تاریخ کو شائع ہوتا تھا۔

ٹائٹل کے دوسرے اور تیسرے صفحوں پر مولانا فراہیؒ کی تصنیفات کے اشتہار ہوتے تھے، جس کے لئے دوسرے صفحہ کے شروع میں یہ عنوان ہوتا تھا: ''تصنیفات استاذ امام مولانا حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ''بعد میں یہ عنوان تبدیل ہو کر ''دائرہ حمیدیہ کی اردو مطبوعات'' ہو گیا تھا۔

الاصلاح کے ابواب :

الاصلاح کے مضامین مختلف ابواب اور کالم کے تحت شائع ہوتے تھے۔

۱۔ شذرات : یعنی افتتاحیہ جو ایڈیٹر کے قلم سے ہوتا تھا یہ کبھی چار اور اکثر آٹھ صفحوں کا ہوتا تھا۔ اس میں مدرسہ و دائرہ کے حالات، قومی، ملی، تعلیمی اور بین الاقوامی امور و مسائل زیر بحث آتے تھے۔ اس کی اہمیت متقاضی ہے کہ اس پر ایک مستقل مضمون تحریر کیا جائے۔

۲۔ باب التفسیر : مولانا حمید الدین فراہیؒ نظام القرآن کے نام سے جو تفسیر لکھ رہے تھے وہ نامکمل تھی اور صرف چند متفرق سورتوں ہی کی تفسیر لکھ سکے تھے۔ یہ اجزائے تفسیر عربی میں تھے۔ باب التفسیر میں ان کا اردو ترجمہ شائع کیا جاتا تھا جو مولانا کے شاگرد رشید مدیر الاصلاح مولانا امین اصلاحی کے قلم سے ہوتا تھا۔

یہ باب صرف ایک سال جنوری تا دسمبر ۱۹۳۶ء میں شامل رہا، جنوری ۱۹۳۷ء سے اسے ختم کر دیا گیا اور مولانا کی تفسیر کا اردو ترجمہ معارف قرآن کے باب میں چھپنے لگا تھا جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

۳۔ معارف قرآن : یہ باب قرآن مجید سے متعلق اہم اور بلند پایہ مضامین پر مشتمل ہوتا تھا۔ اس میں دو یا تین مضامین ہوتے تھے۔ اس کی نوعیت کا اندازہ کرنے کے لئے جنوری ۳۶ء میں اس کے تحت شائع ہونے والے مضامین کے عنوانات ملاحظہ ہوں :

۱۔ ترتیب و نظام قرآن : استاد امام مولانا حمید الدین فراہیؒ
۲۔ قرآن کا علمی پایہ : مولانا حافظ اسلم جیراج پوری
۳۔ تمسک بالکتاب : چودھری غلام احمد پرویز

اسی باب میں علوم قرآن سے متعلق مولانا فراہیؒ کی بعض عربی تصنیفات اقسام القرآن اور ذبیح کون ہے وغیرہ کے اردو ترجمے شائع ہوئے اور جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے کہ جنوری ۱۹۳۷ء سے باب التفسیر ختم کر کے اسی باب میں ضم کر دیا گیا تھا۔

۴۔ مقالات : اس عنوان کے تحت علمی و ادبی نوعیت کے مضامین شائع کئے جاتے تھے۔ اس حصہ میں اکثر ایک ہی مضمون ہوتا تھا۔ انتخاب میں اس کا لحاظ کیا جاتا تھا کہ مضمون خشک اور بے روح نہ ہو۔

۵۔ مذاکرہ : اس میں قرآنی آیات کی تاویل و توجیہ سے متعلق مدلل مضامین شائع کئے جاتے تھے اور ان کے متعلق آنے والے خطوط و استفسارات کے جواب دیئے جاتے تھے۔ اس میں ایک یا دو مضمون ہوتے تھے۔

۶۔ موعظہ حسنہ : اس باب میں عام مسلمانوں کی تعلیم و ہدایت کے لئے آسان اور سہل زبان میں مفید مذہبی و اخلاقی مضامین شائع کئے جاتے تھے۔ اس کے تحت ایک اور کبھی دو مضمون شائع ہوتے تھے۔

۷۔ ادبیات : اس میں کسی مشہور شاعر کی غزل یا نظم شائع کی جاتی تھی۔

۸۔ تلخیصات : یہ باب یورپ اور مصر وغیرہ کے رسائل کے دلچسپ، مفید اور معلومات افزا مضامین کی تلخیص و اقتباس پر مشتمل ہوتا تھا۔

۹۔ تقریر و تبصرہ : اس عنوان کے تحت نئی کتابوں پر ریویو کیا جاتا تھا۔

الاصلاح کے یہ مستقل ابواب تھے۔ باب التفسیر ایک سال بعد ختم اور معارف قرآن کے باب میں ضم کر دیا گیا۔ مگر باقی ابواب مسلسل قائم رہے لیکن تمام ابواب ہر ہر شمارہ میں بالالتزام نہیں ہوتے تھے۔ کسی شمارے میں مقالات کا باب نہیں ہوتا تھا، کبھی مذاکرہ کا باب موجود نہیں ہوتا تھا اور کوئی اشاعت موعظہ حسنہ سے خالی

ہوتی تھی۔ تلخیصات، ادبیات اور تقریظ و تبصرہ کے کالم بھی ہر ہر شمارہ میں التزاماً نہیں رہتے تھے۔ البتہ شذرات اور معارف قرآن سے کوئی شمارہ خالی نہیں۔

دسمبر ۱۹۳۷ء سے ایک باب حکمتِ غرب کا اضافہ کیا گیا جو الاصلاح کی آخری اشاعت تک برابر رہا۔ لیکن درمیان کے حسب ذیل شماروں میں یہ باب بھی موجود نہیں ہے۔ اگست و اکتوبر ۱۹۳۸ء اور فروری نیز اگست و اکتوبر ۱۹۳۹ء میں اس عنوان کے تحت مولوی نیاز احمد صدیقی کا ایک ہی مضمون ''مارکس آریلس کے خیالات'' مسلسل شائع ہوتا رہا۔ اکتوبر ۱۹۳۹ء کے شمارہ کی تلخیصات ''افکار جدیدہ'' کے عنوان سے درج ہیں۔

الاصلاح کے مضمون نگار اور مضامین :۔ الاصلاح کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ وہ نہایت بلند پایہ مضامین پر مشتمل ہوتا تھا اور اس کے مضمون نگاروں میں بہت سے معروف اہل علم و قلم شامل تھے اور بعض حضرات نے بعد میں اردو کے بہت ممتاز اہل قلم کی حیثیت سے شہرت پائی۔ یہاں حروف تہجی کے مطابق ان سب حضرات کے اسمائے گرامی، ان کے مضامین کی فہرست قلمبند کی جاتی ہے۔ اس کی بھی تصریح کردی گئی ہے کہ یہ مضامین کب اور کن ابواب کے تحت چھپے ہیں۔

۱۔ جناب خواجہ ابوالحسن صاحب (۱۶)، محکمہ تعلیمات حکومت ہند، شملہ

مذاکرہ : (۱) نجات — اگست ۱۹۳۷ء

۲۔ مولانا ابوالخیر محمد خیر اللہ قادری (۱۷)

موعظہ حسنہ : (۱) نماز خیر دارین ہے — اکتوبر ۱۹۳۶ء

۳۔ مولانا ابو اللیث اصلاحی ندوی (۱۸) متوفی ۱۹۹۰ء

معارف قرآن : (۱) قرآن اور ترتیب اسمائے انبیائے کرام — فروری ۱۹۳۶

(۲) قرآن میں تکرار کی نوعیت اور قصۂ آدمؑ اور شیطان (تین قسطوں میں) — مارچ تا مئی ۱۹۳۶ء

(۳) قرآن مجید اور سجع — جون ۱۹۳۶ء

مذاکرہ : (۱)سورہ ہود کے متعلق ایک اہم سوال کا جواب مارچ ۱۹۳۶ء

موعظہ حسنہ :(۱)فرصت کی گھڑیاں جنوری ۱۹۳۶ء

(۲) ہماری سب سے اہم ضرورت مارچ واپریل ۱۹۳۹ء

مقالات :(۱)جنگ نومبر ۱۹۳۹ء

تلخیصات :

(۱) ولایت متحدہ امریکہ اور علوم مشرقیہ جنوری ۱۹۳۶ء

(۲) علمائے یورپ کا معیار بحث و نظر مارچ ۱۹۳۶ء

(۳) انگریزی شہنشاہیت کے استحکام کا راز اپریل ۱۹۳۶ء

(۴) علم امتحان کی کسوٹی پر مئی ۱۹۳۶ء

(۵) لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں " "

تقریظ و تبصرہ :(۱) " "

۴۔ڈاکٹر احمد غلوش (۱۹)

مقالات :(۱)تصوف اسلام (تین قسطوں میں) اگست تا اکتوبر ۱۹۳۸ء

۵۔مولانا اختر احسن اصلاحی (۲۰)متوفی ۱۹۵۸ء

معارف قرآن :(۱)استاذ امام کے ترجمہ کا نمونہ اپریل ۱۹۳۶ء

(۲)سورۂ حج کی ایک آیت کی صحیح تاویل ستمبر ۱۹۳۶ء

مذاکرہ :

(۱) حافظوا علی الصلوت الآیۃ کا تعلق ما قبل و مابعد سے ستمبر ۱۹۳۶ء

(۲) استدراک (دو قسطیں) مئی وجون ۱۹۳۷ء

(۳) استدراک بر نظر ستمبر ۱۹۳۷ء

۶۔مولانا حافظ اسلم جیراج پوری (۲۰۔الف)متوفی ۱۹۵۵ء

معارف قرآن :(۱) قرآن کا علمی پایہ جنوری ۱۹۳۶ء

مقالات :

(۱) حلیمہ نجدیہ — مئی ۱۹۳۶ء

(۲) صباح — جون ۱۹۳۶ء

۷۔ مولانا اشرف علی تھانوی (۲۱) متوفی ۱۹۴۳ء

تلخیصات: (۱) تکفیر کے متعلق اللہ والوں کا طریقہ (۲۲) — جولائی ۱۹۳۶ء

۸۔ مولانا اقبال احمد خاں سہیل (۲۳) متوفی ۱۹۵۵ء

مقالات: (۱) دیباچہ سیرت شبلی — اکتوبر ۱۹۳۶ء

(۲) سیرت شبلی (چودہ قسطیں) — نومبر، دسمبر ۱۹۳۶ء

جنوری، مارچ، اپریل تا نومبر ۱۹۳۸ء اور جنوری و فروری ۱۹۳۹ء

۹۔ مولانا امین احسن اصلاحی متوفی ۱۹۹۷ء

(۲۴) معارف قرآن:

(۱) تیسیر قرآن (نو قسطوں میں) — اپریل تا دسمبر ۱۹۳۶ء

(۲) نظم قرآن — جولائی ۱۹۳۶ء

(۳) تدبر قرآن (چار قسطیں) — جولائی تا اکتوبر ۱۹۳۷ء

(۴) قربانی — اکتوبر ۱۹۳۷ء

مذاکرہ:

(۱) اسمائے سور — جون ۱۹۳۶ء

(۲) ترجمان القرآن۔ربایبکم اللاتی ... الخ و ماانزل علی الملکین ... الخ لاطلاق ولاعتاق (تین قسطیں) — جنوری تا مارچ ۱۹۳۷ء

(۳) تحقیق قربانی اور تفسیر بیان للناس (دو قسطیں) — مارچ و اپریل ۱۹۳۸ء

(۴) استدراک (مولانا سید طٰہٰ اشرف امتھوی کے مضمون "بلاغ الحق" پر — اکتوبر ۱۹۳۸ء

(۵) ہمارے علمائے کے فقہی اختلافات (چار قسطیں) — جولائی تا اکتوبر ۱۹۳۹ء

(۶) سورۂ تحریم و ذبح کے متعلق شکوک — ستمبر ۱۹۳۹ء

(۷) واجعلنا للمتقین اماما	نومبر ۹ ۱۹۳ء
موعظہ حسنہ: (۱) نماز (پانچ قسطیں)	جنوری تا مئی ۱۹۳۶ء
تلخیصات:	
(۱) ڈاکٹر کارل کی بہشت	فروری ۱۹۳۶
(۲) عالم خواب	" "
(۳)	دسمبر ۱۹۳۶ء
(۴) جاپانیوں میں قربانی کا جذبہ	مارچ ۱۹۳۷ء
(۵) ہٹلر کی سیاسی انجیل	" "
(۶) رحمت یا لعنت	نومبر ۱۹۳۷ء
(۷) قوت ارادی کی تربیت	دسمبر ۱۹۳۷ء
(۸) آنکھوں سے سننے والے	جنوری ۱۹۳۸ء
(۹) شرق عربی کی بیداری	جون ۱۹۳۹ء
(۱۰) لیڈر	" "
تقریظ و تبصرہ:	
(۱)	مارچ ۱۹۳۷ء
(۲)	اکتوبر ۱۹۳۷ء
(۳)	اگست ۱۹۳۸ء

10۔ مولانا بدرالدین اصلاحی (۲۵) متوفی ۱۹۹۶ء

معارف قرآن: (۱) مصدقا لما بین یدیہ کی صحیح تاویل	نومبر ۱۹۳۶ء
مذاکرہ:	
(۱) مصدقا لما بین یدیہ (دو قسطیں)	جون و جولائی ۱۹۳۷ء
(۲) حروف مقطعات	اکتوبر ۱۹۳۷ء
(۳) لفظ آلاء کی تحقیق	نومبر ۱۹۳۷ء

(۴) واخر متشابہات	دسمبر ۱۹۳۷ء
موعظہ حسنہ :(۱)پاداش عمل	ستمبر ۱۹۳۶ء
مقالات :(۱)علامہ شبلی نعمانی پر فتوائے تکفیر	اگست ۱۹۳۶ء
تلخیصات :(۱) تربیت	جون ۱۹۳۶

۱۱۔استاذ الامام مولانا حمید الدین فراہیؒ (متوفی ۱۹۳۰ء)(۲۶)

الاصلاح کے پہلے شمارہ سے آخری شمارہ تک مولانا فراہیؒ کے جن رسائل تفسیر اور کتب قرآنیہ کے اردو ترجمے اور مولانا امین احسن صاحب کے قلم سے باب التفسیر اور معارف قرآن کے زیر عنوان پابندی سے شائع ہوتے رہے ان کی تفصیل ملاحظہ ہو :

(۱) تفسیر سورۂ فیل (سات قسطیں)	جنوری تا جولائی ۱۹۳۶ء
(۲) تفسیر سورۂ کافرون (تین قسطیں)	اگست تا اکتوبر ۱۹۳۶ء
(۳) تفسیر سورۂ العصر (دو قسطیں)	نومبر و دسمبر ۱۹۳۶
(۴) تفسیر سورۂ والتین (چار قسطیں)	جنوری تا اپریل ۱۹۳۷
(۵) تفسیر سورۂ الشمس (چار قسطیں)	مئی تا اگست ۱۹۳۷ء
(۶) تفسیر سورۂ عبس (چار قسطیں)	ستمبر تا دسمبر ۱۹۳۷ء
(۷) تفسیر سورۂ المرسلات (چار قسطیں)	جنوری تا اپریل ۱۹۳۸ء
(۸) تفسیر سورۂ قیامہ (چھ قسطیں)	مئی تا اکتوبر ۱۹۳۸ء
(۹) تفسیر سورۂ تحریم (پانچ قسطیں)	نومبر ۱۹۳۸ء تا مئی ۱۹۳۹ء (۲۶)،
(۱۰) تفسیر سورۂ والذاریات (چھ قسطیں)	جون تا نومبر ۱۹۳۹ء
(۱۱) ذبیح کون ہے ؟ (۱۵ قسطیں)	جنوری ۱۹۳۸ء تا مئی ۱۹۳۹ء (۲۷)
(۱۲) اقسام القرآن (چھ قسطیں)	جون تا نومبر ۱۹۳۹ء

ان کے علاوہ حسب ذیل اردو تحریریں بہ تفصیل ذیل شائع ہوئیں :

معارف قرآن : (۱) ترتیب و نظام قرآن — جنوری ۱۹۳۶ء

(۲) خیالات اثنائے ترجمہ قرآن — فروری ۱۹۳۶ء

مذاکرہ : (۱) علامہ فراہی کا ایک تعلیمی خط — " "

موعظہ حسنہ : (۱) اصلاح اور نماز — جون ۱۹۳۶ء

۱۲۔ مولانا داؤد اکبر اصلاحی (متوفی ۱۹۸۳ء) (۲۹)

معارف قرآن : (۱) صراط مستقیم کی حیثیت — نومبر ۱۹۳۹ء

(۲) والنجم اذا ہویٰ — فروری ۱۹۳۹ء

(۳) والعادیات ضبحا — مارچ، اپریل ۱۹۳۹ء

(۴) لا اقسم بھذا البلد — مئی ۱۹۳۹ء

موعظہ حسنہ : (۱) تقویٰ (دو قسطوں میں) — فروری تا مارچ ۱۹۳۷ء

(۲) خلوص — اکتوبر ۱۹۳۷ء

(۳) مومن قرآن کے آئینے میں — اگست ۱۹۳۹ء

۱۳۔ استاذ راشد رستم (۳۰)

مقالات : (۱) مسلمان روس — جون ۱۹۳۹ء

۱۴۔ علامہ سید سلیمان ندوی (متوفی ۱۹۵۳) (۳۱)

مقالات : (۱) مولانا شبلیؒ اور مولانا حمید الدین صاحب مرحوم پر غوغائے تکفیر — اگست ۱۹۳۶ء

(۲) اسلام اور بہائیت (پانچ قسطیں) — فروری تا جون ۱۹۳۷ء

(۳) مولانا حمید الدین (دو قسطیں) (۳۲) — نومبر و دسمبر ۱۹۳۷ء

۱۵۔ مولانا حافظ عبد الاحد اصلاحی متوفی ۱۹۴۱) (۳۳)

معارف قرآن :

(۱) اقسام قرآن (دو قسطیں) — ستمبر ۱۹۳۸ء

(۲) ہدایت کا مفہوم اور اس کے اقسام — نومبر ۱۹۳۸ء
(۳) حسد اور اس کے اثرات — مئی ۱۹۳۶ء

مذاکرہ :

(۱) وانہ لعلم للساعۃ الخ کی صحیح تاویل — جولائی ۱۹۳۶ء
(۲) سورۂ فتح کی ایک آیت کی تاویل — جنوری ۱۹۳۷ء

موعظہ حسنہ :

(۱) ہماری عملی زندگی پر عقیدۂ قیامت کا اثر — جنوری ۱۹۳۷ء
(۲) ایفائے عہد اسلام اور تہذیب جدید کی نظر میں — اکتوبر ۱۹۳۷ء
(۳) روزہ — نومبر ۱۹۳۷ء

مقالات :(۱) پروپیگنڈہ — جون ۱۹۳۹ء
(۲) تبلیغ اور پروپیگنڈہ — جولائی ۱۹۳۹ء

۱۶۔ مسٹر عبدالحکیم (متوفی ۱۹۹۷)(۳۴)

تلخیصات :

(۱) یورپ کا اخلاقی زوال — اگست ۱۹۳۷ء
(۲) فلسطین — ستمبر ۱۹۳۷ء
(۳) مسلمان برطانوی عہد حکومت میں — جون ۱۹۳۸ء
(۴) سندھ کے اسلامی آثار — جون ۱۹۳۸ء

۱۷۔ مولانا عبدالرحمٰن ناصر اصلاحی بی۔اے۔ (۳۵)

مقالات :

(۱) کتب خانہ اسکندریہ اور حضرت عمر فاروق — مارچ ۱۹۳۸ء
(۲) اشتراکیت پر ایک سرسری نظر (تین قسطیں) — جولائی، ستمبر ۱۹۳۸ء
(۳) عربوں اور یہودیوں میں کشمکش کے اسباب — جنوری ۱۹۳۹ء

تلخیصات:

(۱)	چڑیوں کا گھونسلا	ستمبر ۱۹۳۶ء
(۲)	پیشہ	نومبر ۱۹۳۶ء
(۳)	جاپان کی ترقی کا راز	فروری ۱۹۳۷ء
(۴)	آئندہ جنگ کا نقطہ آغاز	اپریل ۱۹۳۷ء
(۵)	صحافت اور یورپ	مئی ۱۹۳۷ء
(۶)	جرمنی میں علوم قرآن کا مطالعہ	جولائی ۱۹۳۷ء
(۷)	اشتراکیت کی ناکامی	اگست ۱۹۳۷ء
(۸)	اکتشافات	اگست ۱۹۳۷ء
(۹)	کتاب مقدس کا سب سے بڑا لغت	اگست ۱۹۳۷ء
(۱۰)	آرزؤں کا جال	جنوری ۱۹۳۸ء
(۱۱)	اہل علم کی خصوصیات	اپریل ۱۹۳۸ء

تقریظ و تبصرہ:

(۱)	مارچ ۱۹۳۷ء
(۲)	مئی ۱۹۳۷ء

۱۸۔ڈاکٹر عبداللطیف اعظمی (۳۶)

مقالات:

(۱)	اسلام کا اثر عربی شاعری پر	مئی ۱۹۳۷ء
(۲)	اسلامی فتوحات اور قوموں کے اختلاط کا اثر عربوں پر	جولائی ۱۹۳۷ء
(۳)	عربوں اور ترکوں کے اختلاط پر ایک تاریخی نظر	فروری ۱۹۳۸ء

تلخیصات:

(۱)	افلاس کا اثر دماغ پر	اپریل ۱۹۳۶ء
(۲)	ڈکٹیٹری کی نفسیات	جون ۱۹۳۶ء

(۳) مدرسۃ الاصلاح (۳۷) — ستمبر ۱۹۳۶ء

(۴) یورپ اور امریکہ کے عجیب وغریب مدرسے — جولائی ۱۹۳۸ء

تقریظ و تبصرہ :

(۱) — مئی ۱۹۳۶ء

(۲) — اگست ۱۹۳۶ء

۱۹۔ مولانا عبداللہ رشید نواب رشد مکی (۳۸)

مقالات :

(۱) فلسفہ اجتماع — اکتوبر ۱۹۳۹ء

۲۰۔ مولانا عبدالماجد دریابادی (متوفی ۱۹۷۷)(۳۹)

مقالات :

(۱) علم و مذہب — نومبر ۱۹۳۸ء

تلخیصات :

(۱) قرآن مجید اور موجودہ اثری تحقیقات — اپریل ۱۹۳۸ء

۲۱۔ مولانا عزیز الرحمان اصلاحی (متوفی ۱۹۷۱ء)(۴۰)

موعظہ حسنہ :

(۱) بنیادی رذائل (دو قسطیں) — مارچ و اپریل ۱۹۳۸ء

مقالات :

(۱) ٹیونس (ماخوذ) — اگست ۱۹۳۸ء

تلخیصات:

(۱) مولانا حمید الدین (۴۱) — اکتوبر ۱۹۳۶ء

(۲) حقیقی آزادی کیا ہے ؟ — نومبر ۱۹۳۶ء

(۳) عبقریتین کا طریقہ زندگی — جنوری ۱۹۳۷ء

(۴) موجودہ دنیائے سیاست کے عناصر اربعہ — اگست ۱۹۳۷ء

(۵) جرمنی میں آزادیٔ نسواں کا حشر — مئی ۱۹۳۸ء
(۶) افکار جدیدہ — ستمبر ۱۹۳۹ء
(۷) افکار جدیدہ (بدن کا شیطان) — اکتوبر ۱۹۳۹ء
(۸) افکار جدیدہ (عبقریت اور اخلاق) — اکتوبر ۱۹۳۹ء
(۹) " (بخل و حرص) — اکتوبر ۱۹۳۹ء
(۱۰) " (مایوسوں کا سہارا) — اکتوبر ۱۹۳۹ء
(۱۱) جنگ میں پروپیگنڈہ کا ہتھیار — نومبر ۱۹۳۹ء

تقریظ و تبصرہ:

(۱) ستمبر ۱۹۳۶ء
(۲) اکتوبر ۱۹۳۶ء
(۳) اپریل ۱۹۳۷ء
(۴) اگست ۱۹۳۷ء
(۵) ستمبر ۱۹۳۷ء
(۶) نومبر ۱۹۳۷ء
(۷) دسمبر ۱۹۳۷ء
(۸) جنوری ۱۹۳۸ء
(۹) مئی ۱۹۳۸ء
(۱۰) جون ۱۹۳۸ء
(۱۱) ستمبر ۱۹۳۸ء
(۱۲) نومبر ۱۹۳۸ء
(۱۳) مارچ و اپریل ۱۹۳۹ء مشترکہ شمارہ
(۱۴) مئی ۱۹۳۹ء

(۱۵) جون۹ ۱۹۳ء

(۱۶) جولائی۹ ۱۹۳ء

(۱۷) اگست۹ ۱۹۳ء

(۱۸) ستمبر۹ ۱۹۳ء

(۱۹) اکتوبر۹ ۱۹۳ء

(۲۰) نومبر۹ ۱۹۳ء

۲۲۔ چودہری غلام احمد پرویز (۱۹۰۳۔ ۱۹۸۵ء) (۴۲)

معارف قرآن : (۱) تمسک بالکتاب جنوری ۱۹۳۶ء

مذاکرہ : (۱) نظر بر استدراک اگست ۱۹۳۷ء

موعظہ حسنہ : (۱) ایمان بلا عمل جولائی ۱۹۳۶ء

مقالات :

(۱) اسلام اور غیر مسلم اقوام (دو قسطیں) مارچ و اپریل ۱۹۳۶ء

(۲) نجات اپریل ۱۹۳۷ء

تقریظ و تبصرہ :

(۱) تفسیر سورہ لہب (فراہی) پر تبصرہ فروری ۱۹۳۷ء

۲۳۔ مولوی حافظ سید محمد طہٰ اشرف امتھوی (۴۳)

مذاکرہ :

(۱) مصد قالمابین یدیہ (مولانا بدر الدین اصلاحی کے مضمون پر تنقید)

مارچ ۱۹۳۷ء

(۲) مصد قالمابین یدیہ (مولانا بدر الدین اصلاحی کے جواب کا جواب)

جنوری ۱۹۳۸ء

(۳) بلاغ الحق (اسی نام کی ایک کتاب پر سات قسطوں میں تنقید۔ جس کے آخر میں مدیر الاصلاح نے استدراک لکھا تھا) اپریل ۱۹۳۸ء

۲۴۔ مولوی محمد عمر صاحب نعمانی شملہ (۴۴)

معارف قرآن : (۱) تاریخ اور قرآن کریم — دسمبر ۱۹۳۶ء

۲۵۔ استاذ محمد فرید ابو حدید (۴۵)

مقالات : (۱) فرعون اور موسیٰ — مئی ۱۹۳۹ء

۲۶۔ مولوی نیاز احمد صاحب صدیقی (۴۶)

حکمت غرب

(۱) مارکس آریلس کے خیالات (۱۷ قسطیں) دسمبر ۱۹۳۷ء تا جولائی ۱۹۳۸، ستمبر۔ نومبر ۱۹۳۸، جنوری ۱۹۳۹، مارچ و اپریل تا جولائی ۱۹۳۹ء، ستمبر ۱۹۳۹ء

الاصلاح کے شعراء :

الاصلاح میں عموماً ادبیات کا صفحہ بھی ہوتا تھا۔ اس حصہ میں ملک کے ممتاز شعراء کا کلام شائع ہوتا تھا۔ مضمون نگاروں کی طرح ان کے نام ان شماروں کی تصریح کے ساتھ دیئے جاتے ہیں جن میں ان کی منظومات شائع ہوئی تھیں :

۱۔ مرزا احسان احمد متوفی ۱۹۷۲ء (۴۷)

ادبیات : ۱۔	غزل	مارچ ۱۹۳۷ء
۲۔	"	اکتوبر ۱۹۳۷ء
۳۔	"	دسمبر ۱۹۳۷ء
۴۔	"	مئی ۱۹۳۸ء
۵۔	"	نومبر ۱۹۳۸ء
۶۔	"	مئی ۱۹۳۹ء
۷۔	میں کیا ہوں	نومبر ۱۹۳۷ء
۸۔	نذر عقیدت	فروری ۱۹۳۹ء

۲۔ مولانا اقبال احمد خاں سہیل متوفی ۱۹۵۵ء (۴۸)

ادبیات : ۱۔	غزل	اپریل ۱۹۳۶ء

۲۔ " مئی ۱۹۳۶ء
۳۔ " جولائی ۱۹۳۶ء
۴۔ " اگست ۱۹۳۶ء
۵۔ نظم نومبر ۱۹۳۶ء
۶۔ کلام سہیل جولائی ۱۹۳۷ء
۷۔ " ستمبر ۱۹۳۷ء
۸۔ رسالت اور خاصان رسالت جنوری ۱۹۳۸ء
۹۔ کلام سہیل جنوری ۱۹۳۹ء
۱۰۔ افادات مولانا سہیل مئی ۱۹۳۹ء

۳۔ جناب برکت علی خاں فراق متوفی ۲۷ر جنوری ۱۹۷۷ء (۴۹)

ادبیات :۱۔ غزل اپریل ۱۹۳۶ء

۴۔ حضرت بے خود دہلوی متوفی ۱۹۵۵ء (۵۰)

ادبیات : ۱۔ کلام بے خود دسمبر ۱۹۳۷ء
۲۔ غزل جنوری ۱۹۳۸ء

۵۔ استاذ مولانا حمید الدین فراہیؒ متوفی نومبر ۱۹۳۰ء (۵۱)

ادبیات : ۱۔ کلید حافظ فروری ۱۹۳۶ء
۲۔ متفرق اردو اشعار مارچ ۱۹۳۶ء
۳۔ ایک غیر مطبوعہ غزل جون ۱۹۳۶ء
۴۔ غیر مطبوعہ غزل ستمبر ۱۹۳۶ء
۵۔ غزل دسمبر ۱۹۳۶ء
۶۔ " جنوری ۱۹۳۷ء
۷۔ " فروری ۱۹۳۷ء

۶۔ جناب دل شاہجہاں پوری متوفی ۱۹۵۹ء (۵۲)

ادبیات :۱۔ غزل مارچ ۱۹۳۸ء

۲۔ " اگست ۱۹۳۸ء

۷۔ فراق (رگھو پتی سہائے) گورکھپوری متوفی ۱۹۸۲ء (۵۳)

ادبیات :۱۔ غزل مارچ ۱۹۳۸ء

۲۔ آج بھی جون ۱۹۳۸ء

۸۔ جناب کیفی چریاکوٹی (متوفی ۱۹۵۶ء) (۵۴)

ادبیات :۱۔ غزل اگست ۱۹۳۷ء

۹۔ جناب یحییٰ اعظمی صاحب متوفی ۱۹۷۲ء (۵۵)

ادبیات : ۱۔ نذر عقیدت بہ ارواح طیبات الاستاذ الامین العلامہ شبلی النعمانی و مولانا حمید الدین الفراہیؒ جنوری ۱۹۳۶ء

۲۔ دعاء اکتوبر ۱۹۳۶ء

۳۔ غزل مارچ ۱۹۳۷ء

۴۔ مسلمانان ہند سے خطاب مئی ۱۹۳۷ء

۵۔ خیر مقدم (مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی کی تشریف آوری پر) جنوری ۱۹۳۸ء

۶۔ آہ! اقبال (مرثیہ) مئی ۱۹۳۸ء

الاصلاح کی ایک اور خصوصیت :

الاصلاح کے مضامین مسلسل صفحات پر شائع ہوتے تھے۔ عام رسالوں کی طرح نہیں لکھا جاتا تھا کہ باقی مضمون فلاں صفحہ پر ملاحظہ ہو۔ اگر کوئی مضمون صفحہ کے درمیان پر ہی ختم ہو جاتا تو باقی صفحہ پر کوئی مفید اقتباس یا کتابوں اور رسالوں کے اشتہارات وغیرہ دیئے جاتے تھے۔ اقتباسات قرآن مجید کے متعلق ہوتے تھے۔ امام غزالیؒ کے حسب ذیل اقتباسات بہ تصریح ذیل ہیں :

۱۔ سورۂ اخلاص ثلث قرآن ہے (جنوری ۱۹۳۶ء صفحہ ۱۹)

۲۔ قرآن میں تکرار (فروری ۱۹۳۶ء صفحہ ۵۷) جنوری ۳۶ء میں صفحہ ۴۹ پر "سورۂ فاتحہ تمام اصولی مباحث پر مشتمل ہے" کے عنوان سے مشہور مصری عالم محمد عبدہ کی تحریر درج ہے۔

استاذ امام مولانا حمید الدین فراہیؒ کے مندرجہ ذیل اقتباسات دیئے گئے ہیں:

۱۔ قرآن کی دعوت عقل و بصیرت پر مبنی ہے (فروری ۱۹۳۶ء صفحہ ۲۵)

۲۔ تقرب الی اللہ (فروری ۳۶ء صفحہ ۴۸)

۳۔ قرآن میں حذف (مارچ ۱۹۳۶ء صفحہ ۵۸)

۴۔ قرآن مجید بحر ناپید اکنار ہے (جولائی ۳۷ء صفحہ ۲۰/۴۰۴)

۵۔ قرآن مجید ایک اعلی کلام ہے (اگست ۱۹۳۷ء صفحہ ۲۵/۴۳۷)

مضامین کے نیچے خالی رہ جانے والے صفحہ پر مولانا فراہی کی عربی تصنیفات یا ان کے اردو ترجموں کا اشتہار عموماً ہوتا تھا لیکن دوسرے اہل قلم و مصنّفین کی تصنیفات بھی چھپے تھے۔ دار المصنّفین کی بعض کتابوں، خطبات مدراس اور مختصر تاریخ ہند کا اشتہار بھی دیا گیا ہے۔ جن جرائد و رسائل کے اشتہارات ہیں ان کے نام ہیں:

ہفت وار صدق (لکھنؤ)، ماہنامہ فاران (بجنور)، پیام تعلیم (دہلی)، پندرہ روزہ مسلم (پٹنہ)، ماہنامہ ترجمان القرآن (حیدرآباد، پھر پٹھان کوٹ)، ہفت روزہ غنچہ (بجنور) ماہنامہ البیان (امرتسر)۔

الاصلاح کے اشتہاروں پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دائرہ حمیدیہ کی ایجنسی لاہور میں قائم کی گئی تھی۔ جہاں سے اس کی تمام اردو مطبوعات اور الاصلاح اصلی قیمت پر ملتے تھے۔ نومبر ۳۸ء، صفحہ ۶۹۲ اور جنوری ۳۹ء، صفحہ ۶۴ کے اشتہارات میں اس کا ذکر ہے۔

الاصلاح کی مدت اشاعت: الاصلاح کا پہلا شمارہ جنوری ۱۹۳۶ء میں نکلا تھا اور نومبر ۳۹ء کا شمارہ نکلنے کے بعد وہ بند ہو گیا۔ اس عرصہ میں وہ کبھی خود کفیل نہیں ہو سکا۔ بار بار اس کے بند کیے جانے کے اندیشے ظاہر کیے جاتے تھے اور بعض دفعہ بند کیے

جانے کا اعلان بھی کر دیا گیا۔ لیکن اس کے مربیوں اور سرپرستوں کو اس کا بند کیا جانا گوارا نہیں تھا۔ چنانچہ ان کی ہمدردی اور سرپرستی اور وقتی امداد اس کی زندگی اور بقاء کی صورت پیدا کر دیتی تھی۔ جن حضرات کی امداد و عطیہ سے الاصلاح چار برس تک قرآن مجید کی خدمت کرتا رہا ان کا ذکر الاصلاح میں بار بار آیا ہے۔ ان کے نام یہ ہیں :

۱۔ ڈاکٹر حاجی حفیظ اللہ صاحب (صدر دائرہ حمیدیہ)
۲۔ مولوی عبدالغنی کمشنر انکم ٹیکس (نائب صدر دائرہ حمیدیہ)
۳۔ مولوی حفیظ احمد صاحب (رکن دائرہ)
۴۔ شیخ سلیمان مرزاپوری مقیم برما (ہمدرد دائرہ حمیدیہ)

لیکن الاصلاح کے اڈیٹر اور اس سے وابستہ دوسرے حضرات کو یہ عارضی صورت پسند نہیں تھی اور وہ اپنے سرپرستوں کو اس کی کفالت کی زحمت سے بچانے کی بار بار اپیل کرتے تھے کہ ہر خریدار ایک اور خریدار مہیا کر دے تو الاصلاح جاری رہ سکتا ہے۔ مگر یہ اپیل رائیگاں گئی اور بالآخر ۱۹۳۹ء کے بعد اسے بند کر دینا پڑا۔

الاصلاح انگریزی مہینوں کی ۱۵ تاریخ کو شائع ہوتا تھا مگر کبھی کبھی اس کی اشاعت میں تاخیر بھی ہو جاتی تھی۔ جس کے اسباب بھی الاصلاح میں مذکور ہیں۔ ہر شمارہ متفرقاً شائع ہوتا تھا۔ صرف مارچ و اپریل ۳۹ء کا شمارہ مشترکہ ہے جس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس زمانے میں مدرسہ کے آس پاس کی تمام بستیاں مسلسل کئی ماہ سے وبائے طاعون کے نرغہ میں تھیں۔ اس طرح تقریباً چار مہینے انتشار، تعطل اور خانہ بدوشی میں گزرے اور مدرسہ و دائرہ، دونوں کا نظام درہم برہم رہا اور مارچ بھر پریس بند رہا۔

۴برس کے عرصے میں صرف یہ دو شمارے شائع نہیں ہو سکے، دسمبر ۱۹۳۸ء، دسمبر ۱۹۳۹ء اور ان کی جگہ مولانا فراہی کی عربی تصنیف شائع کر کے اردو الاصلاح کی جگہ خریداروں اور قدردانوں کو بھیجی گئیں۔ نومبر ۳۸ء کے الاصلاح میں اس کی اطلاع بھی کر دی گئی تھی کہ دسمبر ۳۸ء کے الاصلاح میں اردو مضامین نہ ہونگے، استاذ امامؒ کے مسودات میں سے تفسیر نظام القرآن کے ابتدائی اجزا شائع کئے جائیں گے اور وہی الاصلاح کے خریداروں کو

دسمبر کے شمارہ کی جگہ بھیجے جائیں گے۔اس کی تصریح بھی ہے کہ مولانا کے اجزائے تفسیر اور مسودات کی اشاعت کا یہ طریقہ مجبوراً اختیار کیا گیا ہے۔ہمارے پاس روپیہ نہیں ہے کہ ان کی باقاعدہ اور مستقل اشاعت کا اہتمام کر سکیں۔پس شائقین کی خاطر سے الاصلاح کے صفحات ہی میں ان کی اشاعت کا نظم کیا گیا۔اگر پردۂ غیب سے کوئی اور سامان نہ ہو سکا تو جب تک الاصلاح جاری ہے سال کی ایک دو اشاعتیں اس کے لئے مخصوص رہیں گی۔(۵۶)

دسمبر ۳۹ء کا الاصلاح بھی اسی بنا پر شائع نہیں کیا گیا۔ جس کی صراحت نومبر ۳۹ء میں اس طرح ہے :

"پچھلے سال دسمبر میں الاصلاح کے خریداروں کو فاتحۂ نظام القرآن نذر کیا گیا تھا۔امسال استاذ امام کے غیر مطبوعہ رسائل میں سے اصول التاویل، کتاب الاسالیب اور مفردات القرآن پیش کرنے کا ارادہ ہے۔اللہ تعالیٰ اس ارادے کو پورا کرے۔"(۵۷)

لیکن صرف مفردات القرآن ہی اس وقت شائع ہوئی تھیں باقی دونوں کتابیں بہت عرصہ بعد شائع ہوئیں اور ان کی اشاعت کا سہرا مولانا بدرالدین اصلاحی مرحوم سابق ناظم دائرہ حمیدیہ کے سر رہا۔

غرض نومبر ۳۹ء کے بعد الاصلاح کا کوئی اور شمارہ شائع نہیں ہوا۔ سوا برس بعد ۱۹۴۱ء میں مولانا ابواللیث اصلاحی ندوی کی ادارت میں سہ ماہی اصلاح نکلا۔ لیکن یہ ایک ہی سال بعد بند ہو گیا۔یہ رسالہ قوم کو مدرسہ کے حالات و کوائف سے واقف کرانے کے لئے جاری کیا گیا تھا جس میں دو ایک مفید اصلاحی مضامین بھی شائع ہوتے تھے۔

حواشی

(۱) یہ دونوں بزرگ (حاجی حافظ ڈاکٹر حفیظ اللہ، مولوی حفیظ احمد خاں) مولانا فراہی کے عظمت شناس اور ان کے علوم و معارف کے نہایت قدرداں تھے۔اول الذکر کا وطن موضع بکھرا ضلع اعظم گڑھ تھا اور موخر الذکر سیدھا جیگہاں ضلع جونپور کے رہنے والے تھے۔مدرسہ اور مولانا کی تصانیف اور الاصلاح کی

اشاعت میں دونوں حضرات کا بڑا تعاون رہا۔

۲۔ علامہ شبلی کے چھوٹے بھائی مولوی محمد اسحٰق صاحب، وکیل ہائی کورٹ کے صاحب زادے تھے۔

۳۔ علامہ شبلی کے فرزند تھے۔

۴۔ یہ مولانا فراہی کے بڑے عقید تمند اور مدرستہ اصلاح اور دائرہ حمیدیہ کے خاص معاون تھے۔ اعظم گڑھ کے ایک گاؤں مرزاپور کے رہنے والے تھے لیکن رنگون (برما) میں بسلسلۂ تجارت مقیم تھے۔

۵۔ یہ بھی مولانا کے عقید تمند اور مدرستہ الاصلاح کے مخلص ہمدرد تھے۔ اس زمانہ میں اسسٹنٹ کمشنر انکم ٹیکس تھے اور بعد میں کمشنر ہو کر ریٹائرڈ ہوئے۔ وطن موضع جیگہاں ضلع جونپور تھا۔

۶۔ یہ بھی مولانا فراہی کے قدردانوں اور مدرسہ کے خاص معاونوں میں تھے۔ ان کا وطن بھی جیگہاں تھا۔ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد میں مسجل تھے۔

۷۔ الاصلاح جنوری ۱۹۳۶ء (افتتاحیہ)

۸۔ الاصلاح جنوری ۱۹۳۶ء ص ۵

۹۔ الاصلاح جنوری ۳۶ء ص ۶

۱۰۔ ایضاً ص ۶۔۷

۱۱۔ الاصلاح فروری ۳۶ء ص ۳

۱۲۔ الاصلاح دسمبر ۳۶ء ص ۲

۱۳۔ ایضاً جنوری ۳۷ء ص ۳۔۴

۱۴۔ ایضاً مئی ۳۷ء ص ۸، ۲۶۴

۱۵۔ الاصلاح جنوری ۳۸ء ص ۲۷

۱۶۔ جناب خواجہ ابوالحسن صاحب
یہ حکومت ہند کے محکمہ تعلیم میں ملازم تھے اور غالباً اس وقت شملہ میں تھے۔

مزید حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

۱۷۔ مولانا ابوالخیر محمد خیر اللہ قادری :

ورنگل (آندھرا پردیش) وطن تھا، سنوسیہ خانوادے کے مرید، کامیاب وکیل اور اچھے شاعر تھے۔ ورنگل میں مذہبی خدمات بہت انجام دیں۔ ترجمان القرآن (مولانا مودودی) میں بھی ان کے مضامین چھپے۔

۱۸۔ مولانا ابواللیث اصلاحی ندوی :

۱۹۱۳ء میں اعظم گڑھ کے ایک گاؤں چاند پٹی میں پیدا ہوئے۔ متوسطات تک مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر، اعظم گڑھ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخلہ لیا۔ ۱۹۳۳ء میں فراغت کے بعد وہیں مدرس ہو گئے پھر مدینہ (بجنور) کے شریک ادارت ہوئے۔ یہاں سے ان کی ادارت میں ماہنامہ فاران بھی نکلا۔ ریاست برار (مہاراشٹر) میں بھی تدریس کی خدمت انجام دی۔ مدرسۃ الاصلاح میں وقفہ وقفہ کئی بار تدریسی فرائض انجام دیئے۔ اس کی تمام مجالس کے ممبر بھی رہے۔ الاصلاح کے بند ہونے پر ۱۹۴۱ء میں سہ ماہی الاصلاح ان کی ادارت میں نکلا۔

مدرسۃ الاصلاح میں ان کے قیام کے زمانے میں ملک تقسیم ہوا تو جماعت اسلامی کا نظام بھی دونوں ملکوں میں الگ الگ ہو گیا۔ ہندوستان کی جماعت کی سربراہی کے لئے ۱۹۴۸ء میں ان کا انتخاب عمل میں آیا اور چند برسوں کو چھوڑ کر تاعمر وہی اس کے امیر منتخب ہوتے رہے۔

مولانا نے مدرسۃ الاصلاح اور فکر فراہی سے ہمیشہ تعلق رکھا۔ وہ الاصلاح کے خاص مضمون نگاروں میں تھے۔ رسالہ ترجمان القرآن لاہور اور ماہنامہ زندگی میں بھی ان کے مضامین اور تحریریں چھپتی تھیں۔ عربی لکھنے پر اچھی قدرت تھی۔ علامہ تقی الدین ہلالی سے ندوہ کے جن فضلاء نے خاص طور پر استفادہ کیا ان میں ایک یہ بھی تھے۔ وہاں سے نکلنے والے رسالہ 'الضیاء' کے

اکثر شماروں میں ان کے مضامین نکلتے تھے۔ دسمبر ۱۹۹۰ء میں انتقال فرمایا۔

۱۹۔ ڈاکٹر احمد غلوش :

الاصلاح میں لکھا گیا ہے ''امریکن یونی ورسٹی کے شعبہ علوم مشرقیہ میں ڈاکٹر احمد غلوش رئیس جمعیۃ منع مسکرات قاہرہ نے مذکورہ بالا عنوان سے حال میں ایک فاضلانہ خطبہ دیا ہے۔ جس کا ترجمہ المقتطف سے الاصلاح میں شائع کیا جاتا ہے۔'' مترجم کا نام نہیں تحریر ہے۔ اس سے خیال ہوتا ہے کہ ترجمہ غالباً مدیر کی قلم سے ہوگا۔

۲۰۔ مولانا اختر احسن اصلاحی :

۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ آبائی وطن اعظم گڑھ ضلع کے مشہور صنعتی قصبہ مبارک پور سے متصل ایک گاؤں چکیا ہے۔ لیکن ان کی پرورش و پرواخت ننہال موضع سیدھا سلطان پور میں ہوئی۔ ان کے نانا حافظ قادر بخش مرحوم مولانا محمد شفیع صاحب بانی مدرسۃ الاصلاح کے حقیقی چچا تھے۔

مولانا اختر احسن اصلاحی نے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسۃ الاصلاح میں داخلہ لیا اور فراغت کے بعد یہیں استاذ مقرر ہوگئے اور نہایت قلیل مشاہرہ پر اپنی پوری زندگی مدرسہ کی خدمت میں گذار دی۔ وہ ایثار و قناعت کا مجسمہ اور زہد و تقویٰ میں ممتاز تھے۔

مولانا مدرسۃ الاصلاح کے مایہ ناز استاذ تھے۔ نحو، لغت، عربیت اور قرآنیات میں تبحر تھا۔ ۱۹۴۶ء میں مدرسہ کے اہتمام کی ذمہ داری تفویض کی گئی تو اسے انتہائی ذمہ داری اور بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ مولانا فراہیؒ سے استفادہ کرنے اور ان کی خدمت میں رہنے کا پورا موقع ملا۔ ان کی استعداد، قابلیت اور شوق دیکھ کر مولانا فراہیؒ ان کی جانب خاص توجہ فرماتے۔ مولانا امین احسن اصلاحی ان کے رفیق درس اور گہرے دوست تھے اور ان پر بڑا اعتماد کرتے تھے۔ اپنی تحریریں بھی ان کو دکھاتے تھے۔ ۹ر اکتوبر ۱۹۵۸ء

کو وفات پائی اور مدرسۃ الاصلاح ہی ان کی ابدی آرام گاہ بنا۔

۱۲۰ الف - مولانا حافظ اسلم جیراج پوری :

۲۷ / جون ۱۸۸۲ء کو اعظم گڑھ کے مشہور گاؤں جیراج پور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام مولانا سلامت اللہ جیراج پوری ، جمعیۃ اہل حدیث کے ممتاز علماء میں تھے۔ وہ ریاست بھوپال کے مہتمم اور واعظ شہر تھے۔ اس لئے مولانا اسلم صاحب کا بچپن بھوپال میں گزرا اور وہیں تعلیم و تربیت پائی۔

تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۰۳ء میں لاہور گئے اور پیسہ اخبار میں مترجم کی حیثیت سے کام کی شروعات کی۔ ۱۹۰۶ء میں علی گڑھ کالجیٹ اسکول میں عربی فارسی کے استاد مقرر ہوئے۔ کچھ دنوں تک لٹن لائبریری کے شعبہ مشرقیات کے نگراں رہے اور عربی فارسی کتابوں کی فہرست مرتب کی۔ ۱۹۰۷ء میں یہیں سے ان کی پہلی کتاب تاریخ القرآن شائع ہوئی۔ ۱۹۱۲ء میں ایم. اے. او. علی گڑھ کالج میں عربی و فارسی کے پروفیسر ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں علی گڑھ میں جامعہ ملیہ اسلامیہ قائم ہوئی تو وہ بھی دوسرے قوم پروروں کی طرح مدرسۃ العلوم چھوڑ کر جامعہ سے وابستہ ہو گئے اور آخر تک اس کی خدمت کرتے رہے۔

پہلے امیر جامعہ حکیم اجمل خاں کے انتقال کے بعد ۱۹۲۸ء میں جامعہ کی مالی حالت خراب ہو گئی تو "انجمن تعلیم ملی" قائم ہوئی جس کے ارکان نے عہد کیا کہ بیس سال جامعہ کی خدمت کریں گے اور ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار زیادہ تنخواہ نہ لیں گے، سب سے پہلے جن لوگوں نے یہ عہد لیا ان میں مولانا اسلم بھی تھے۔ وہ جامعہ کے مدیر بھی رہے۔

مولانا بڑے صاحب علم و نظر علماء اور ملک کے مشہور اور ذی کمال مصنّفین میں تھے۔ ان کا خاص موضوع قرآن اور تاریخ و سیر ہے۔ ان موضوعات پر

بلند پایہ تصانیف یادگار چھوڑیں۔ مولانا بڑی شگفتہ اور سلیس اردو لکھتے تھے۔ شعر وادب کا بڑا ستھرا مذاق رکھتے تھے۔ قومی، ملی اور تاریخی نظمیں لکھتے تھے۔ فارسی اور اردو دونوں میں بہت اچھے اشعار کہتے تھے یہ مشہور شعر ان ہی کا ہے؀

سعی پیہم نشان قیس و شان کوہ کن
عشق نے آباد کر ڈالے ہیں دشت کہسار

اوکھلا میں جامعہ کی ابتدائی تعمیر کے پس منظر میں یہ شعر ملاحظہ ہو؀

عشرت شاہی میں بھی حاصل نہیں پرویز کو
وہ مزا جو کوہ کن کی سعی بے حاصل میں ہے

مولانا کے پوتے ڈاکٹر شمیم جیراج پوری آج کل مولانا آزاد اردو یونی ورسٹی کے وائس چانسلر ہیں۔ مولانا کا انتقال ۲۸/دسمبر ۱۹۵۵ء کو دہلی میں ہوا اور جامعہ کے عام قبرستان میں سپرد خاک کئے گئے۔

۲۱۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی :
حضرت کی شہرت تعارف سے مستغنیٰ ہے۔ ولادت ۱۸۶۳ء میں ہوئی۔

۲۲ - تکفیر کے ہنگامے کے زمانے میں ان کے مواعظ سے اس کے متعلق ایک مضمون نقل کر کے شائع کیا گیا تھا۔

۲۳۔ مولانا اقبال احمد خاں سہیل :
موضع بڑہریا ضلع اعظم گڑھ میں ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر مولانا محمد شفیع صاحب مدنی مدرسۃ الاصلاح سے پائی۔ عربی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ایم.اے.او. علی گڑھ سے بی.اے. اور ایل.ایل.بی. کی ڈگری لی اور اعظم گڑھ میں وکالت شروع کی اور بڑی شہرت اور کامیابی حاصل کی۔

مولانا شبلی اور مولانا حمید الدین فراہی دونوں کے شاگرد تھے۔ علیگڑھ میں مولانا

فراہی کے ساتھ ہی رہتے تھے۔ نہایت ذہین و طباع شخص تھے۔ اردو، فارسی ، عربی اور انگریزی زبانوں پر عبور تھا۔ شعر و ادب پر ماہرانہ اور استادانہ دسترس تھی۔ نہایت قادر الکلام شاعر تھے۔ اردو، فارسی میں برجستہ شعر کہتے تھے۔ فن عروض سے بھی واقف تھے۔ نظم کی طرح نثر بھی پاکیزہ اور شگفتہ لکھتے تھے مگر اپنی افتادِ طبع کی وجہ سے کوئی خاص یادگار نہیں چھوڑی۔ الاصلاح میں ان کا کلام وقتاً فوقتاً چھپتا تھا اسی میں سیرت شبلی بڑی آن بان کے ساتھ لکھنا شروع کیا۔ مگر اسے مکمل نہیں کر سکے۔ شروع میں حقیقۃ الربا کے نام سے ایک رسالہ لکھا جو چھپا تھا جو نایاب تھا ابھی جلد ہی ڈاکٹر ظفر الاسلام خاں صاحب نے اپنے زیر اہتمام اس کا نیا تحقیق شدہ ایڈیشن 'ربا کیا ہے' کے نام سے فاروس میڈیا اینڈ پبلشنگ پرائیویٹ لمیٹڈ، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر نئی دہلی سے شائع کیا ہے۔ کلام کے کئی مجموعے اور ایک ادبی مضامین کا مجموعہ "افکار سہیل" ہے، جو شبلی نیشنل ڈگری کالج نے شائع کیا۔ ان پر پی. ایچ. ڈی. کی ڈگری بھی لی جا چکی ہے۔ ۱۹۵۵ء میں انتقال ہوا۔

۲۴۔ اسی باب اور باب التفسیر میں مولانا فراہی کی تفسیروں اور مطبوعات کے ترجمے مولانا اصلاحی کے قلم سے چھپتے تھے۔

۲۵۔ مولانا بدر الدین اصلاحی :

غالباً ۱۹۱۰ء میں اعظم گڑھ کے مشہور گاؤں نیاوج میں پیدا ہوئے۔ تعلیم مدرسۃ الاصلاح میں ہوئی۔ مولانا ایک خوش حال گھرانے کے فرد اور اپنے والد کے بڑے چہیتے فرزند تھے، اس لئے والد نے انہیں اپنے سے جدا نہیں ہونے دیا۔

وہ بڑے ذہین اور لائق شخص تھے۔ گھر پر رہنے اور زمین و جائداد کے مسائل میں الجھے رہنے کے باوجود انھوں نے علم و فن سے اشتغال باقی رکھا۔ علمی کتب و رسائل اور مولانا فراہیؒ کی مطبوعات و مسودات برابر ان کے مطالعہ

میں رہتے۔ مسودات کی کئی کئی نقلیں خود تیار کی تھیں۔ علمی ذوق کی بنا پر کبھی کبھی مضامین بھی لکھتے۔ الاصلاح کے علاوہ 'نگار' اور 'صدق جدید' میں بھی ان کے بعض مضامین اور مراسلے شائع ہوئے۔

۱۹۴۵ء میں مدرسۃالاصلاح کے نائب ناظم اور پھر مولوی حاجی رشیدالدین انصاری کی وفات کے بعد اکتوبر ۵۹ء میں ناظم ہوئے اور درمیان کے چند برسوں کو چھوڑ کر وہی اپنی وفات تک ناظم رہے۔ مولانا اختر احسن اصلاحی کی وفات کے بعد انھوں نے دائرہ حمیدیہ کی نئی تشکیل کی اور اس کی نظامت بھی انھیں پر آگئی۔ اردو کی طرح عربی اور فارسی تحریر لکھنے پر قادر تھے۔ مولانا فراہی کی کئی کتابیں اور فارسی دیوان انھوں نے شائع کیا ان پر مقدمے لکھے وہ اس کا ثبوت ہیں مگر قدرت نے جو غیر معمولی علمی ودماغی قابلیت انھیں عطا کی اس کا کوئی خاص نمونہ سامنے نہیں آیا۔

تقریر و خطابت کا ملکہ خداداد تھا۔ گفتگو بھی بڑی موثر اور دل نشیں کرتے ۱۹؍جون ۱۹۹۶ء کو داعی اجل کو لبیک کہا۔

۲۶۔ استاذ امام مولانا حمیدالدین فراہی :

تعارف کی ضرورت نہیں۔ پیدائش ۱۸۶۲ء میں اور وفات ۱۹۳۰ء میں ہوئی۔

(۲۷، ۲۸) واضح رہے کہ دسمبر ۱۹۳۸ء کا شمارہ نہیں چھپا تھا اور مارچ واپریل کا ایک ہی مشترکہ شمارہ شایع ہوا تھا۔

۲۹۔ مولانا داؤد اکبر اصلاحی :

۱۹۱۵ء میں موضع بھمور ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ مولانا امین احسن اصلاحی مدیر 'الاصلاح' اور مولانا شبلی متکلم ندوی کا وطن بھی یہی گاؤں تھا۔ مولانا شبلی متکلم کے ہم خاندان تھے۔ ان کی سرپرستی میں مدرسۃالاصلاح میں تعلیم مکمل کی اور فراغت کے بعد یہیں تدریس کی خدمت پر مامور ہوئے اور اپنی محنت شاقہ اور کثرت مطالعہ سے جلد ہی اونچے درجوں کے طلبہ کو قرآن

مجید پڑھانے لگے جس سے ان کو خاص مناسبت تھی ان کے جو مضامین الاصلاح یا دوسرے رسالوں میں شائع ہوئے وہ قرآنی آیات کی تفسیر و تاویل یا ان سے مستفاد ہیں۔

الاصلاح کے علاوہ ترجمان القرآن، معارف اور برہان میں بھی ان کے مضامین شائع ہوئے ہیں اور مدرسۃ الاصلاح کے علاوہ جامعہ احیاء العلوم مبارک پور اور بعض دوسرے مدارس میں بھی تدریسی خدمت انجام دیں۔ ۱۹۸۳ء میں انتقال ہوا۔

۳۰۔ یہ کوئی عرب فاضل تھے جن کے مضمون کا الاصلاح میں ترجمہ چھپا تھا مگر مترجم کا نام درج نہیں ہے۔

۳۱۔ مولانا سید سلیمان ندوی :

مولانا کی شہرت تعارف کی محتاج نہیں۔ ولادت ۱۸۸۴ء اور وفات ۱۹۵۳ء میں ہوئی۔

۳۲۔ مولانا حافظ عبد الاحد اصلاحی :

مدرسۃ الاصلاح سے چند میل فاصلہ پر مشرق کی جانب واقع گاؤں لڈیہہ میں پیدا ہوئے۔ سنہ پیدائش ۱۹۱۰ء ہوگا۔ حفظ قرآن اور ابتدائی تعلیم کے بعد مدرسۃ الاصلاح میں داخلہ لیا اور ۱۹۲۸ء میں فراغت کے بعد یہیں مدرس ہوئے۔ مولانا فراہیؒ کے درس قرآن میں شرکت کی سعادت بھی ان کو میسر آئی۔ ۱۹۳۵ء میں دائرہ حمیدیہ قائم ہوا تو اس کے منیجر مقرر کیے گئے۔ الاصلاح ان ہی کے اہتمام میں شائع ہوتا تھا اور دائرہ حمیدیہ کی مطبوعات بھی۔ الاصلاح میں ان کے متعدد مضامین شائع ہوئے۔ زہد و تقویٰ ان کی سیرت کا خاص جوہر تھا۔ ۱۹۴۱ء میں واصل بحق ہوئے۔

۳۴۔ مسٹر عبد الحکیم :

قصبہ سرائے میر وطن تھا۔ ۱۹۱۳ء میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

سے ایم. اے. بی. ایڈ کیا اپنی ذاتی محنت سے عربی میں اچھی استعداد بہم کرلی تھی۔ قرآن مجید اور اس کی تفسیریں برابر مطالعہ میں رہتی تھیں۔

حصول معاش کے لئے کچھ عرصہ برما میں رہے۔ پہلے شبلی اسکول میں انگریزی اور سائنس کے معلم ہوئے پھر شبلی کالج کے شعبہ تعلیمات میں لکچرر اور آخر میں صدر شعبہ ہوئے۔ مولانا امین احسن اصلاحی کی تحریک سے الاصلاح کی تلخیصات کے کالم کے لئے بعض مضامین لکھے۔ جماعت اسلامی کے سرگرم رکن اور مدتوں اعظم گڑھ کی مقامی جماعت کے امیر رہے۔

کالج سے وظیفہ یاب ہونے کے بعد سرائے میر میں قیام پذیر ہو گئے بالآخر ۱۳ر دسمبر ۱۹۹۷ء کو رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

۳۵۔ مولانا عبدالرحمٰن ناصر اصلاحی :

سیدھا سلطان پور وطن ہے۔ ۱۹۱۶ء میں پیدا ہوئے، مدرسۃ الاصلاح کے میں درسیات کی تکمیل کر کے جامعہ ملیہ اسلامی دہلی چلے گئے اور بی. اے. کیا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد زمین و جائداد کی دیکھ بھال کے لئے وطن میں قیام پذیر ہوئے۔

۳۶۔ جناب عبداللطیف اعظمی :

یکم مارچ ۱۹۱۷ء کو موضع بندی کلاں میں پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں پہلے اعظم گڑھ ضلع میں تھا۔ اب مئو میں ہو گیا ہے۔ عربی اور دینی تعلیم کی ابتدا مدرسۃ الاصلاح میں ہوئی۔ لیکن عالمیت کی سند دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے حاصل کی اور جامعہ ملیہ اسلامیہ سے بی. اے. اور ایم. اے. کیا۔ عرصہ تک جامعہ کے انتظامی شعبہ سے وابستہ رہنے کے بعد اب ریٹائرڈ ہو گئے ہیں۔ جامعہ کے قریب ہی ذاکر نگر میں مستقل سکونت ہے۔

شروع سے مضمون نگاری کا شوق تھا۔ الاصلاح بھی ان کے قلم کی جولان گاہ بنا۔ کئی اخباروں اور رسالوں کے شعبۂ ادارت سے منسلک رہے چکے ہیں۔

رسالہ جامعہ کے مدتوں نائب مدیر رہے۔ ایک درجن سے زیادہ کتابیں لکھیں اور اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ ان کی مختلف کتابوں پر ایوارڈ بھی مل چکا ہے۔

۳۷۔ جس زمانے میں مولانا شبلی اور مولانا حمید الدین کی تکفیر کی گئی تھی اس زمانے میں ان دونوں بزرگوں سے تعلق کی بنا پر مدرستہ الاصلاح کے خلاف بھی ہنگامے بپا تھے۔ اس لیے اس کے متعلق اکابر علماء کے خیالات کی تلخیص شائع کی گئی تھی۔

۳۸۔ ان کے نام کے ساتھ الاصلاح میں "خطیب جامع مسجد سورتی، رنگون" بھی تحریر ہے۔

۳۹۔ مولانا عبدالماجد دریابادی :

مولانا محتاج تعارف نہیں۔ سال پیدائش ۱۸۹۰ء اور سنہ وفات ۶ر جنوری ۱۹۷۷ء ہے۔

۴۰۔ مولانا عزیز الرحمٰن اصلاحی :

مولانا شفیع صاحب بانی مدرستہ الاصلاح کے منجھلے صاحب زادے تھے۔ ۱۹۰۹ء میں پیدا ہوئے۔ تعلیم مدرستہ الاصلاح میں ہوئی۔ لکھنے پڑھنے کا اچھا ذوق تھا۔ فارسی زبان سے خاص شغف تھا، مختلف وقتوں میں مدرستہ الاصلاح میں اس کا درس بھی دیا۔ الاصلاح کے مضمون نگاروں میں تھے۔ دائرہ حمیدیہ کے پریس کے انتظام وانصرام کے ذمہ دار مولانا حافظ عبدالاحد اصلاحی کے معاون اور الاصلاح کے نائب مدیر تھے۔ ایک جگہ (الاصلاح اگست ۱۹۳۹ء میں) ان کے نام کے ساتھ رفیق مدیر الاصلاح لکھا ہے۔ کچھ عرصہ تک گورکھپور رہے اور وہاں سے رسالہ "کونین" جاری کیا جو ایک نیم مذہبی و نیم ادبی رسالہ تھا اور حکیم برہم گورکھپوری کے اخبار "مشرق" کے اڈیٹر بھی رہے۔ ۱۹۷۱ء میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

۴۱۔ مولانا کے بارے میں اکابر علماء اور مدیران رسائل و جرائد کی رائیں درج ہیں۔

۴۲۔ چودھری غلام احمد پرویز :

مولانا اسلم جیراج پوری کے خاص شاگرد اور خود بھی بڑے ممتاز صاحب قلم تھے۔ سکریٹریٹ نئی دہلی میں ملازم تھے۔ وہاں سے فارغ ہو کر اکثر مولانا کی خدمت میں آجاتے اور ان سے قرآن کے مسائل و مشکلات میں رہنمائی کے طالب ہوتے۔ کچھ عرصہ تک مولانا کے ساتھ قیام پذیر رہ کر ان سے عربی زبان سیکھی اور قرآن مجید کا درس لیا۔ دہلی سے ان کی ادارت میں رسالہ طلوع اسلام نکلتا تھا۔ تقسیم کے بعد وہ پاکستان چلے گئے تو یہ رسالہ کراچی سے شائع ہونے لگا۔ انھوں نے متعدد کتابیں اور قرآن پاک کی تفسیر معارف القرآن کے نام سے لکھی۔ تفسیر کا پہلا حصہ دہلی سے ۱۹۴۱ء میں چھپا تھا، اس پر مولانا اسلم صاحب کا قیمتی مقدمہ بھی ہے۔

پرویز صاحب کے قلم میں بڑا زور اور روانی تھی مگر ان کی شہرت منکر حدیث کی حیثیت سے ہے۔ اس لئے ان کی کتابیں مسلمانوں میں مقبول نہیں ہو سکیں۔

۴۳۔ مولانا حافظ سید محمد طٰہٰ اشرف امتھوی :

ریاست بہار کے ضلع جہان آباد اسٹیشن سے سات میل جانب مشرق "امتھوی" نام کی ایک قدیم بستی ہے، یہاں شیر شاہ کے زمانے کی تعمیر کردہ ایک مسجد اب بھی موجود ہے جس پر اس کے نام کا سنگی کتبہ ہے۔ یہ بستی علماء و صلحا کا مرکز رہ چکی ہے۔

مولوی حافظ طٰہٰ اشرف امتھوی کا وطن یہی سرزمین تھی۔ وہ اس کے ایک صوفی مشرب خاندان میں ۱۹۰۷ء کے اواخر میں پیدا ہوئے اور خود بھی دین دار اور صاحب علم شخص تھے۔ الاصلاح کے علاوہ معارف اعظم گڑھ میں بھی ان کے بعض مضامین شائع ہوئے۔ آخر عمر میں اپنے ننھیال بہار شریف میں متوطن ہو گئے تھے اور یہیں مارچ ۱۹۴۸ء میں انتقال ہوا۔

(چچازاد بھائی پروفیسر محمد شمس الضحیٰ مقیم امریکہ کے مکتوب سے)

۴۴۔ الاصلاح میں ان کے نام کے ساتھ شملہ لکھا ہوا ہے ممکن ہے اس زمانے میں وہاں کسی ملازمت کے سلسلہ میں قیام پذیر رہے ہوں۔

۴۵۔ استاد محمد فرید ابو حدید

ان کے عربی مضمون کا ترجمہ شامل اشاعت ہے مگر مترجم کے نام کے بغیر مضمون نگار کے بارے میں کچھ بھی تحریر نہیں۔

۴۶۔ پروفیسر رشید احمد صدیقی کے چھوٹے بھائی تھے۔ قصبہ مڑیاہوں ضلع جونپور وطن تھا۔ ایم. اے. او. کالج علی گڑھ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ مدتوں شبلی نیشنل ہائر سیکنڈری اسکول میں انگریزی کے استاذ اور وائس پرنسپل رہے۔ یہاں سے محمد حسن انٹر کالج کے پرنسپل ہو کر جونپور چلے گئے اور وہیں سے ریٹائر ہوئے۔ کچھ عرصہ تک ندوۃ العلماء لکھنؤ میں بھی انگریزی پڑھائی۔ بڑے نیک طینت، شریف، متواضع اور خلیق شخص تھے۔ بہت سادہ زندگی بسر کرتے، مگر بڑے صفائی پسند تھے۔ کہیں کوڑا کرکٹ دیکھتے تو جب تک اس کی صفائی نہ کر لیتے انہیں چین نہیں ملتا تھا۔ مولانا اقبال سہیل کا دیوان مرتب کر کے اس پر مولانا سید سلیمان ندوی، ڈاکٹر ذاکر حسین، پروفیسر رشید احمد صدیقی، مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی اور پروفیسر آل احمد سرور سے مضامین لکھوا کر اپنے مقدمے کے ساتھ حسن انٹر کالج جون پور سے شائع کیا تھا۔ ان کے مضامین معارف میں بھی طبع ہوئے ہیں ۲۸؍ فروری ۱۹۸۳ء کو وفات پائی۔

۴۷۔ مرزا احسان احمد:

اعظم گڑھ کے ایک مشہور گاؤں مسلم پٹی میں ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے ان کے والد بزرگوار مولوی محمد سلیم صاحب ضلع کے ایک کامیاب وکیل، موزوں طبع شخص اور علامہ شبلی کے احباب میں تھے۔ وہ باقاعدہ عالم دین

تھے، وکالت کا امتحان پاس کرنے سے پہلے دارالعلوم دیوبند میں علوم عربیہ کی تحصیل کی تھی۔

مرزا احسان احمد ۱۹۱۲ء میں انٹر پاس کر کے مزید تعلیم کے لئے ایم. اے. او. کالج علی گڑھ میں داخل ہوئے۔ ۱۹۱۸ء میں ایل. ایل. بی. کی ڈگری لی اور اسی سال دسمبر سے اعظم گڑھ میں وکالت شروع کی۔ آخر عمر میں ضعف علالت کی وجہ سے یہ پیشہ چھوڑ کر خانہ نشیں ہو گئے تھے، اسی حال میں ۲۳/دسمبر ۱۹۷۲ء کو انتقال کر گئے۔

مرزا صاحب کی طبیعت میں بڑا استغنا اور بے نیازی تھی۔ ان کی زندگی بڑی سادہ اور درویشانہ تھی۔ استطاعت کے باوجود تعلقات سے بری تھے۔ نہایت کم سخن، کم آمیز اور عزلت پسند تھے لیکن علم وادب کا بڑا پاکیزہ ذوق رکھتے تھے۔ اس زمانے کے اکثر بلند پایہ رسالوں میں ان کے ادبی و تنقیدی مضامین اور منظومات چھپتے تھے۔ ادبی و تنقیدی مضامین کا ایک مجموعہ "مقالات احسان" دارالمصنفین سے شائع ہوا اور دو شعری مجموعے بھی چھپ گئے ہیں (۱۔ پیام کیف اور ۲۔ پیام زندگی) جگر صاحب کا قیام ان ہی کے یہاں ہوتا تھا۔ ان کا پہلا مجموعہ کلام "داغ جگر" اپنے مبسوط مقدمہ کے ساتھ شائع کیا۔ اسی سے جگر صاحب کی شہرت کا آغاز ہوا۔

۴۸۔ مولانا اقبال احمد خاں سہیل :

مضمون نگاروں کے ضمن میں ان پر نوٹ لکھا جا چکا ہے۔

۴۹۔ جناب برکت علی فراق

برکت علی فراق ۱۲/مئی ۱۹۱۲ء کو موضع راجے سلطانپور ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ویسلی اسکول اعظم گڑھ میں حاصل کی۔ ہائی اسکول، بی. اے. اور ایم. اے. (تاریخ) جامعہ ملیہ اسلامیہ سے کیا۔ جامعہ کے ابتدائی دور کے اساتذہ میں شامل تھے۔ انجمن تعلیم ملی کے رکن اور انجمن طلبہ

قدیم کے معتمد بھی رہے۔ تعلیم بالغان سے متعلق رسالہ 'تعلیم وترقی' کے برسوں ایڈیٹر بھی رہے۔ 'تعلیم وترقی' بند ہونے کے بعد جامعہ ملیہ اسلامیہ کے رجسٹرار آفس سے بھی کچھ دنوں متعلق رہے۔ اس سے پہلے ۱۹۵۳ سے ۱۹۵۴ء تک دیہی زندگی کے مطالعہ کے سلسلہ میں ڈنمارک میں قیام رہا۔ کلپٹرت کی کتاب کا ترجمہ 'نئی تعلیم نئی روشنی' کے نام سے کیا۔ پروفیسر جوڈ کی کتاب کا ترجمہ 'ارتقائی اشتراکیت' کے نام سے کیا۔ اس کے علاوہ ہندی میں تعلیم بالغان کے موضوع پر ایک کتاب بھی شائع کی جس کا تعلق مبادیات واصول تعلیم بالغان سے ہے۔ 'نئی نظمیں' کے نام سے نظموں کا یک مجموعہ بھی یادگار چھوڑا ہے۔ انتقال ۲۷/ جنوری ۱۹۷۷ء کو ہوا اور تدفین جامعہ میں ہوئی۔

(برکت علی فراق کے باب میں ان معلومات کے لئے ادارہ پروفیسر شیث محمد اسماعیل صاحب اعظمی کا شکر گزار ہے)

۵۰۔ سید وحید الدین احمد بیخود دہلوی :

ریاست بھرت پور میں ۱۸۶۳ء میں پیدا ہوئے۔ پھر اپنے والد سید شمس الدین عرف سید احمد سالم کے ہمراہ دہلی آگئے۔ وہ فصیح نواب مرزا خاں داغ دہلوی کے شاگرد اور جانشین تھے۔ ان کا گھر مٹیا محل میں تھا۔ وہاں سے شام کو ایڈیورڈ پارک تک ضرور جایا کرتے اور واپسی میں اردو بازار کے کتب خانہ علم وادب بھی آتے جو ادیبوں اور شاعروں کا اڈا تھا۔

بیخود صاحب بڑے پر گو شاعر تھے۔ زبان قلعہ معلیٰ کی ٹکسالی تھی جس میں لوچ اور بڑی مٹھاس ہوتی۔ سخن گوئی کے ساتھ سخن فہمی میں بھی یکتا تھے۔ دیوان غالب کی شرح اور ایک ناول "ننگ وناموس" لکھا، پہلا مجموعہ کلام "درشہوار بیخود" کے نام سے اور دوسرا "گفتار بے خود" کے نام سے شائع ہوا۔

سیاحت اور شکار کا شوق تھا۔ ۳۲ سال تک انگریزوں کو اردو، فارسی کی تعلیم

دی۔ مشاعروں میں بھی برابر شرکت فرماتے۔ طویل عمر پائی۔ آخر میں حکومت ہند نے ڈیڑھ سو ماہوار کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔ ۱۹۵۵ء میں وفات پائی۔

۵۱۔ مولانا حمید الدین فراہی :

مولانا کا اردو فارسی کلام الاصلاح میں چھپتا تھا، مضمون نگاروں میں ان کا نام آچکا ہے۔

۵۲۔ اعتبار الملک حکیم ضمیر حسن خاں دلؔ شاہجہاں پوری :

دلؔ صاحب کا سال ولادت ۱۸۷۵ء ہے۔ وہ ایک خوش حال زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ بڑے متین، سنجیدہ، باوقار اور وضع دار شخص تھے۔ طبیعت میں سادگی اور بڑی انکساری تھی۔ غصہ ہونا جانتے ہی نہ تھے۔ دوستوں پر مر مٹتے تھے، بڑے فیاض اور مہمان نواز تھے۔ آم کی فصل میں اپنے باغ کے آم کھلانے کے لئے اپنے دوستوں کی دعوت کرتے، حاذق طبیب تھے۔ لیکن دوائیں مفت دیتے تھے، شکار کے بڑے شوقین تھے۔

حکیم صاحب نے محمد علی میاں اخیالؔ شاہ جہاں پوری سے عربی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ شاعری میں حضرت امیر مینائی کے شاگرد تھے۔ ان کا کلام پہلی مرتبہ لکھنؤ کے رسالہ "پیام یار" میں چھپا۔ مشاعروں میں پابندی سے شریک ہوتے۔ پہلا مجموعہ کلام "نغمہ دل" کے نام سے شائع ہوا۔ وہ مسلم الثبوت استاذ تھے۔ تلامذہ کی فہرست بڑی طویل ہے۔ ۱۹۵۹ء میں انتقال ہوا۔

۵۳۔ جناب رگھوپرتی سہائے فراقؔ گورکھپوری :

فراق صاحب کا تعلق بنوار پار تحصیل بانس گاؤں ضلع گورکھ پور کے ایک کایستھ گھرانے سے تھا۔ ان کی پیدائش ۲۸/ اگست ۱۸۹۶ء کو لکشمی بھون گورکھپور میں ہوئی۔ ان کے والد گورکھ پرشاد عبرت خوش فکر شاعر اور کامیاب وکیل تھے۔

فراق صاحب کی ابتدائی تعلیم اردو اور فارسی کی گھر پر ہوئی پھر مڈل اسکول اور

مشن اسکول گورکھ پور میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد گورنمنٹ جوبلی اسکول سے میٹرک پاس کی اور ایف. اے. کی تعلیم کے لئے الہ آباد چلے گئے۔ ۱۹۱۸ء میں سول سروس کے امتحان میں کامیاب ہوئے مگر ملازمت نہیں کی۔ جواہر لال کے زیر اثر قومی تحریک میں شامل ہوئے۔ سال بھر جیل میں رہے۔ رہائی کے بعد کانگریس کے انڈر سکریٹری کی حیثیت سے کام کیا۔ جواہر لال کے یورپ جانے کے بعد کرسچین کالج لکھنؤ پھر سناتن دھرم کالج کانپور میں استاد کی حیثیت سے تقرر رہوا۔ ۱۹۳۰ء میں آگرہ یونی ورسٹی سے انگریزی میں ایم. اے. کرنے کے بعد الہ آباد یونیورسٹی میں انگریزی کے استاد ہوئے اور ۳۱ر دسمبر ۱۹۵۸ء کو ریٹائر ہوئے۔

نثر و نظم دونوں میں فراق صاحب نے اہم کام انجام دئے۔ تاثراتی تنقید کے بہترین نمونوں سے اردو تنقید کو نیا رخ دیا۔ ان کا شعری سفر ۱۹۱۸ء میں شروع ہو گیا تھا۔ اردو شاعری کی روایت کو ان کی بدولت نیا رخ ملا۔ شعلہ ساز، روح کائنات، شعرستان، پچھلی رات، روپ، گل نغمہ وغیرہ اہم شعری مجموعے ہیں۔ تنقیدی تحریروں میں اندازے، اردو کی عشقیہ شاعری اور مکاتیب کا مجموعہ من آنم قابل ذکر ہیں۔ ۳ر مارچ ۱۹۸۲ء کو انتقال ہوا۔

۵۴۔ مولوی محمد مبین کیفی عباسی چریاکوٹی :

مولانا فاروق چریاکوٹی (استاذ علامہ شبلی نعمانی) کے صاحب زادے اور خود بھی بڑے صاحب کمال تھے۔ ۱۸۶۰ء میں چریاکوٹ میں پیدا ہوئے۔ فارسی، ہندی، سنسکرت، فلسفہ، منطق، فقہ، حدیث اور ریاضی کی تحصیل اپنے والد سے کی۔ ترکی، عبرانی اور سریانی اپنے تایا مولانا عنایت رسول سے سیکھی۔ اپنی محنت سے جرمنی، لاطینی اور فرنچ سے بھی واقفیت بہم پہنچائی۔ ۱۹۱۶ء میں چریاکوٹ سے "العلم" نام کا ایک رسالہ نکالا، ۱۹۱۸ء میں انسٹی ٹیوٹ گزٹ علی گڑھ کے ایڈیٹر مقرر ہوئے پھر گورکھپور سے "سبحان"